ماہنامہ
انصاراللہ

مقابلہ بین المجالس انصاراللہ پاکستان سال 2009ء

اوّل مجلس مغلپورہ لاہور، علم انعامی کی حقدار

دوم مجلس ربوہ

اراکین مجلس انصاراللہ مغلپورہ لاہور

جون 2010ء
احسان 1389ھش

ایڈیٹر
محمد محمود طاہر

مقابلہ بین اضلاع
انصاراللہ
پاکستان 2009ء

اوّل ضلع سیالکوٹ

سوم ضلع کراچی

دوم ضلع لاہور

اراکین علاقہ گوجرانوالہ (گوجرانوالہ، حافظ آباد، سیالکوٹ، نارووال) محترم ناظر صاحب اعلیٰ کے ہمراہ

احمدی انصار کی تعلیم وتربیت کیلئے

ماہنامہ

انصار اللہ

ایڈیٹر: محمد محمود طاہر

احسان 1389 ھش جون 2010ء

جلد ------------------------ 51-

شمارہ ------------------------ 06

فون نمبر 047-6212982۔ فیکس 047-6214631

ای میل ansarullahpakistan@gmail.com

نائبین

☆ ریاض محمود باجوہ

☆ محمود احمد اشرف

☆ مبشر احمد خالد

پبلشر: حافظ عبدالسنان کوثر

پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: فرحان احمد ذکاء

مقام اشاعت: دفتر انصار اللہ

دارالصدر جنوبی، چناب نگر (ربوہ)

مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چندہ پاکستان

سالانہ ....150 روپے

قیمت فی پرچہ ....15 روپے

اس شمارہ میں

اداریہ 2

القرآن والحدیث 3

خدائے قادر کی قدرت کا نظارہ 4

اردو منظوم کلام 5

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا انصار اللہ سے خطاب 6-14

چشمہ معرفت کے مضامین کی صداقت (ڈاکٹر سلطان احمد مبشر) 15-27

تربیت اولاد اور ہماری ذمہ داریاں (ہارون الرشید فرخ) 28-31

مولانا دوست محمد شاہد صاحب کا ذکر خیر (حنیف احمد محمود) 32-34

غزلیں 35

اخبار مجالس 36-39

نتیجہ حسن کارکردگی امتحان "حقیقۃ الوحی" 40

اداریہ

باہم اتفاق و محبت۔ایک نعمت الٰہی

باہمی اخوت ومحبت کو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے اپنی ایک نعمت قرار دیا ہے۔آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں اوران کا آپس میں رحم ومحبت کاتعلق ایک جسم کی مانند ہے۔جب جسم کا ایک حصہ بیمار ہوتا ہےتو ساراجسم اس کے لئے تکلیف میں مبتلا ہوجاتا ہے۔گویا دوسرے کی تکلیف کا احساس اور اس تکلیف کوختم کرنے کے لئےعملی کوشش باہمی اخوت ومحبت کا جزولازم ہے۔حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں بھائی چارے کا درس دیا اور اپنی آمد کے دو مقاصد بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

> ''میں دوہی مسئلے لے کر آیا ہوں اوّل خدا کی توحید اختیار کرو دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو.........میرے وجود سے انشاءاللہ ایک صالح جماعت پیدا ہوگی۔باہمی عداوت کا سبب کیا ہے؟ بخل ہے،رعونت ہے،خود پسندی ہے اور جذبات ہیں ....ایسے تمام لوگوں کو جماعت سے الگ کردوں گا جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پاسکتے اور باہم محبت واخوت سے نہیں رہ سکتے۔جو ایسے ہیں وہ یادرکھیں کہ وہ چندروزہ مہمان ہیں،جب تک عمدہ نمونہ نہ دکھائیں۔میں کسی کے سبب سے اپنے اوپر اعتراض لینا نہیں چاہتا۔ایسا شخص جو میری جماعت میں ہوکر میرے منشاء کے موافق نہ ہو وہ خشک ٹہنی ہے۔اس کو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے''۔ (ملفوظات جلد۱ص:۳۳۶)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کے درخت وجود کی سرسبز شاخ بننا ہے،جس کے نتیجہ میں ہم اس صالح جماعت میں داخل ہوں گےجس کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ نے مندرجہ بالا اقتباس میں فرمایا ہے۔اس کے لئے ضروری ہے کہ باہمی لڑائی جھگڑوں اور رنجشوں سے بکلی کنارہ کشی کی جائے۔باہمی اخوت ومحبت کی جس لڑی میں ہم پروئے گئے ہیں اس پر شکرانِ نعمت ادا کرنا ضروری ہےاور اس کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ ہم میں اگر کوئی بیمار وجود ہےتو اس کو صحت مند بنانے کے لئے دعا کی جائے اورعملی کوشش بھی کرنی چاہئے تا وہ بھی سرسبز شاخ بن جائے۔اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ حضرت مسیح موعودؑ کی صالح جماعت میں شمار کئے رکھے۔آمین

القرآن — اخوت نعمت خداوندی

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ (آل عمران:۱۰۴)

اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر (کھڑے) تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ شاید تم ہدایت پا جاؤ۔

(ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

☆☆☆

حدیث نبوی ﷺ — باھمی رحم، محبت اور شفقت

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَ تَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى عُضْوًا تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ جَسَدِهٖ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى. (بخاری کتاب الادب حدیث نمبر:۵۵۵۲)

ترجمہ: آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تو مومنوں کو آپس کے رحم، محبت اور شفقت کرنے میں ایک جسم کی مانند پائے گا۔ جب جسم کے ایک حصہ کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم اس کے لئے بے چین ہو کر بے خوابی اور بخار کا شکار ہو جاتا ہے۔

☆☆☆

خدائے قادر کی قدرت کا نظارہ

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ اپنے ایک مکتوب بنام حضرت سیٹھ عبدالرحمان صاحب مدراسی میں تحریر فرماتے ہیں:۔

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس جگہ سب خیریت ہے۔ دعا کا سلسلہ اسی طرح جاری ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل پر امیدیں ہیں۔

چو از راہ حکمت بہ بندد درے
کشاید بفضل و کرم دیگرے

کل کا نظارہ دیکھ کر میں خوش ہوا۔ میرے مکان میں چار بلیاں رہتی ہیں۔ ایک والدہ ہے اور تین اس کی بیٹیاں وہ بھی جوان اور مضبوط ہیں۔ کل کی دوپہر کے وقت میں میں اکیلا ادھر کے دالان میں بیٹھا تھا کہ میرے دروازے کے آگے ایک چڑیا آکر بیٹھ گئی۔ فی الفور بڑی بلی نے حملہ کیا اور اس چڑیا کا سر منہ میں پکڑ لیا۔ پھر دوسری بلی آئی اس نے وہ چڑیا پہلی بلی سے لے کر اپنے قبضہ میں کر لی۔ اور اس کا سر منہ میں پکڑ لیا اور زمین پر ایسا رگڑا کہ میں وہ حالت مارے رحم کے دیکھ نہ سکا اور دوسری طرف میں نے منہ کر لیا۔ اور پھر جو میں نے دیکھا تو تیسری بلی نے اس چڑیا کا سر اپنے منہ میں لیا اور اس وقت مجھے خیال آیا کہ غالباً سر کھایا گیا۔ اتنے میں چوتھی بلی نے اس چڑیا کو لیا اور زمین میں اسے رگڑا تب میں نے یقین کر لیا کہ چڑیا مر چکی ہے اور سر کھا لیا گیا اور رگڑنے میں کئی دفعہ چڑیا زمین پر گر پڑی۔ پھر ایک بلی نے چاہا کہ اس چڑیا کے گوشت میں کچھ حصہ لے۔ اس نے اس چڑیا کو کھانے کے لئے اپنی طرف کھینچا شاید اس غرض سے کہ نصف پہلی بلی کے منہ میں رہے اور نصف آپ کھائے۔ لیکن کسی سبب سے وہ چڑیا دونوں کے منہ سے نکل کر زمین پر جا پڑی اور گرتے ہی پھُر کر کے اُڑ گئی۔ چاروں بلیاں پیچھے دوڑیں مگر پھر کیا ہو سکتا تھا وہ کسی درخت پر جا بیٹھی اور بلیاں خائب وخاسر واپس آئیں۔ **اس واقعہ کو دیکھ کر میرے دل کو بہت جوش آیا کہ اس طرح خدا تعالیٰ دشمنوں کے ہاتھ سے چھڑاتا ہے۔** تب میں نے یہ خیال کر کے کہ یہ وقت بہت مقبول ہے، آپ کے لئے بہت دیر تک دعا کی کہ اے خدائے قادر! جس طرح تو نے اس عاجز چڑیا کو چار خونی دشمنوں سے چھڑایا اسی طرح اپنے عاجز بندہ عبدالرحمٰن صاحب کی جان بھی چھڑا۔ آمین۔ اُمید رکھتا ہوں کہ وہ دعا بھی خالی نہیں جائے گی۔ والسلام

خاکسار

۳۰ر جون ۱۹۰۲ء مرزا غلام احمد

(مکتوبات احمد جلد دوم مکتوب نمبر ۸۴)

اردو منظوم کلام

☆پا کے دکھ آرام دو☆

اے میرے پیارو شکیب و صبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشکِ تتار

نفس کو مارو کہ اُس جیسا کوئی دشمن نہیں
چپکے چپکے کرتا ہے وہ پیدا سامانِ دمار

جس نے نفسِ دوں کو ہمت کر کے زیرپا کیا
چیز کیا ہیں اُس کے آگے رستم و اسفندیار

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

چپ رہو تم دیکھ کر ان کے رسالوں میں ستم
دم نہ مارو گر وہ ماریں اور کر دیں حال زار

دیکھ کر لوگوں کا جوش و غیظ مت کچھ غم کرو
شدت گرمی کا ہے محتاج بارانِ بہار

(درثمین اُردو صفحہ ۱۴۴)

تبرکات

انصار اللہ کا پہلا اور آخری فرض یہ ہے کہ وہ قرآن کریم کی تعلیم کو عام کریں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا انصار اللہ سے خطاب

فرمودہ ۱۷؍اکتوبر ۱۹۷۱ء بر موقع اجتماع مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

مجلس انصار اللہ کی خوش قسمتی ہے کہ اسے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ (1909ء۔1982ء) کی براہ راست راہنمائی حاصل ہوئی ہے۔ 1954ء سے 1958ء تک آپ نائب صدر انصار اللہ مرکزیہ رہے (اس دوران حضرت مصلح موعود خود صدر مجلس تھے) پھر 1959 سے 1968ء تک آپ نے بطور صدر مجلس انصار اللہ کی راہنمائی فرمائی۔ آپ نے مورخہ 17 / اکتوبر 1981ء کو انصار اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع سے جو اختتامی خطاب فرمایا تھا اس کا مکمل متن پیش کیا جا رہا ہے۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے یہ آیات تلاوت کیں:۔

فِیْ صُحُفٍ مُّکَرَّمَۃٍ ﴿۱۴﴾ مَّرْفُوْعَۃٍ مُّطَہَّرَۃٍ ﴿۱۵﴾ بِاَیْدِیْ سَفَرَۃٍ ﴿۱۶﴾ کِرَامٍ بَرَرَۃٍ ﴿۱۷﴾ (عبس:۱۴۔۱۷)

اور پھر فرمایا:۔

ہم اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے اپنے فضل سے موجودہ کشمکش کے حالات میں بھی ہمیں یہاں بخیریت جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور نیکی کی باتیں سننے اور دلوں میں یہ عہد کرنے کی توفیق دی کہ ہم ان باتوں پر عمل کریں گے۔

انصار اللہ اور اشاعتِ قرآن کریم

انصار اللہ کا پہلا اور آخری فرض یہ ہے کہ وہ قرآن کریم کی تعلیم کو عام کریں۔ قرآن کریم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فِیْ صُحُفٍ مُّکَرَّمَۃٍ ﴿۱۴﴾ مَّرْفُوْعَۃٍ مُّطَہَّرَۃٍ ﴿۱۵﴾ اور اس سے پتہ لگتا ہے کہ قرآن کریم کی بڑی شان ہے اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اس کی بڑی عزت ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے علم کامل کے چشمے سے نکلا ہے اور اسی کی طرف اس کے تمام نتائج رجوع کرتے ہیں۔ پس قرآن کریم بڑی بلند شان والا ہے۔ یہ پاکیزگی کے چشمے سے نکلا ہے اور انسان کے لئے پاکیزگی کا چشمہ بننے والا ہے یہ ایک کامل اور مکمل اور حسین اور خوبصورت اور پاک اور مطہر شریعت ہے جس کے بغیر عقل مند انسان کی

حسین اور پیاری زندگی ممکن ہی نہیں۔

پھر فرمایا بِاَیۡدِیۡ سَفَرَۃٍ - کِرَامٍۭ بَرَرَۃٍ اور اس میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی ہے کہ اگر تم عزت حاصل کرنا چاہتے ہو اور نیکیوں میں ترقی کرنا چاہتے ہو، تو تمہارے لئے یہ ضروری ہے کہ قرآن کریم پر تمہارا Grasp ہو۔ عبور ہو (بِاَیۡدِیۡ میں اسی طرف اشارہ ہے) اور قرآن کریم کے لکھنے اور پھیلانے میں تم کوشاں رہو۔ کیونکہ اشاعتِ قرآن انسان کو نیک بھی ٹھہراتی ہے اور پاک بھی ٹھہراتی ہے اور باعزت بھی ٹھہراتی ہے۔ جو آدمی قرآن کریم کو چھوڑتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں عزت نہیں پا سکتا۔ اس لئے جو شخص اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں عزت پانا چاہتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں نیک ٹھہرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے عمل اور اپنے فعل اور اپنے قول سے قرآن کریم کی اشاعت کرنے والا ہو۔ جیسا کہ مَیں نے ابھی بتایا ہے۔ انصار اللہ کا یہ اولین فرض ہے کہ وہ اشاعتِ قرآن کے لئے کوشاں رہیں۔ میں پھر دوبارہ بطور یاد دہانی آج یہ نصیحت اس لئے کرنا چاہتا ہوں کہ جب آپ واپس جائیں اور جہاں بھی آپ ہوں دعائیں کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے توفیق پا کر قرآن کریم کی اشاعت کی طرف متوجہ رہیں۔

قرآن کریم کا مخاطب ہر انسان ہے

جیسا کہ خود قرآن کریم نے بتایا ہے قرآن کریم جیسی عظیم کتاب کو مہجور بنانے والے لوگ بھی پائے جاتے ہیں۔ یعنی وہ اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ انہوں نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔ وہ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ وہ اپنی زندگیوں کے مسائل کا حل اس سے تلاش نہیں کرتے اور اس کے سہارے اس کے نور سے اپنی زندگیوں کو روشن کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ دنیا میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔ جہاں بھی آپ کو ایسے لوگ ملیں۔ آپ ان کو اس طرف متوجہ کریں کہ قرآن کریم کے بغیر تو (مومن) کی کوئی زندگی نہیں ہے۔ ہر اس شخص کو جو (دین حق) کی طرف منسوب ہوتا ہے اور ہر اس شخص کے لئے جس کا یہ دعویٰ ہے کہ صاحب شریعت ﷺ کا پیار میرے دل میں ہے۔ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ قرآن کریم کو پڑھے اور اس کو سمجھے یعنی ترجمہ جانتا ہو اور اس پر غور کرنے کی عادت رکھتا ہو۔ اس کے بغیر تو ایک (مومن) کی زندگی ہی نہیں اور اس کے بغیر جو (مومن) زندہ ہیں، خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ان کی زندگی زندگی ہی نہیں ہے دیکھو ہر انسان کے متعلق اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ وہ ایک حسین زندگی گزارے اور یہ صرف قرآن کریم ہی کے ذریعہ حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس کے لئے خدا تعالیٰ نے انعام بھی مقرر کئے ہیں کیونکہ یہ ایک عظیم اور ہمیشہ قائم رہنے والی جدوجہد ہے اور ہر نئی نسل کے ساتھ جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ یہ مجاہدہ کرنا پڑتا ہے اور یہ کوشش کرنی پڑتی ہے کہ ان کے دل میں قرآن کریم کی محبت قائم ہو یہ کوشش ان کے ساتھ بھی کرنی پڑتی ہے جو بڑے ہو گئے ہیں اور جنہوں نے بدقسمتی سے قرآن کریم کی طرف توجہ نہیں کی۔ اگر میں یہ کہوں تو مبالغہ نہ ہوگا کہ دنیا میں

سارے فتنے اس لئے پیدا ہوئے کہ قرآن کریم کی تعلیم کو چھوڑ دیا گیا۔ مثلاً عیسائی فتنہ ہے، دہریت کا فتنہ ہے، شرک کا فتنہ ہے۔ یہ سارے فتنے اسی وجہ سے ہیں۔ قرآن کریم کا مخاطب صرف وہ نہیں جو بعد میں مسلمان بنا۔ قرآن کریم کا مخاطب تو ہر انسان ہے۔ ہر انسان کو خدا تعالیٰ نے کہا تھا کہ وہ اپنی نجات کے لئے قرآن کریم کی شریعت کی طرف لوٹے تا کہ اس کے دل میں میری محبت پیدا ہو اور وہ میری محبت کا وارث بنے۔

قرآن کریم میں ہر فتنہ کا علاج ہے

پس دنیا کا ہر فتنہ قرآن کریم کی تعلیم کو چھوڑنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اور دنیا کے ہر فتنے اور فساد کا علاج قرآن کریم میں موجود ہے اور اسی کے ذریعہ ہر فتنے کا علاج کیا جا سکتا ہے۔ اگر میرے اور آپ کے دل میں بنی نوع انسان کی محبت ہے اور ان سے ہمدردی ہے اور ان سے تعلق ہے۔ اور یہ خواہش ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے عذاب سے بچیں تو پھر میرا اور آپ کا یہ فرض ہے کہ ہم ہر شخص کے پاس، ہر ذہن کے پاس، ہر دل کے پاس اور ہر روح کے پاس قرآن کریم کو لے کر جائیں اور اس سے کہیں کہ اس میں تمہاری نجات اور اس میں تمہاری بھلائی اور اس میں تمہاری ترقی کا راز مضمر ہے۔ اس میں تمہارے لئے نور کے سامان ہیں۔ اس میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی برکتوں اور رحمتوں کے جذب کرنے کے سامان ہیں۔ تم اس کی طرف توجہ کرو۔

قرآن کریم اور خدائی انعامات

غرض قرآن کریم نے فرمایا کہ اگر تم "بِاَیْدِیْ سَفَرَۃٍ۔ کِرَامٍ بَرَرَۃٍ" کے گروہ میں شامل ہونا چاہتے ہو اور اس میں شامل ہونے کی کوشش کرو گے تو تمہیں بڑا انعام ملے گا اور انعام یہ ملے گا کہ

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۝ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ (الطارق:۱۲-۱۴)

یعنی قرآن کریم ایک قائم رہنے والی مکمل اور حسین تر اور منور تر شریعت ہے جس وقت تم اس پر عمل کرو گے اور اس کو دنیا میں پھیلاؤ گے۔ تو فرمایا وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ اللہ تعالیٰ تم پر بار بار آسمانوں سے برکتوں اور رحمتوں کے دروازے کھولے گا اور اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کرے گا کہ تم اُن رحمتوں اور برکتوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاؤ گے۔ تمہاری روح اور تمہارا دل کھل اُٹھے گا۔ جس طرح بادلوں سے پانی برستا ہے اور زمین پر تر و تازگی کے آثار پیدا کر دیتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت آسمانوں سے نازل ہوگی۔ البتہ کبھی وہ وحی کے ذریعہ سے نازل ہوگی۔ کبھی وہ الہام کے ذریعہ سے نازل ہو گی۔ کبھی وہ کشوف کے ذریعہ سے نازل ہوگی۔ کبھی وہ رویائے صالحہ کے ذریعہ سے نازل ہوگی۔ کبھی وہ فرشتوں کے نزول کے ساتھ آئے گی اور کبھی وہ کسی اور طریق سے آئے گی۔ کیونکہ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ (الرحمٰن:۳۰) اللہ تعالیٰ کا تو ہر رنگ ہی نرالا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو تو ہم گن نہیں سکتے بے شمار زاویوں سے اللہ تعالیٰ کے فضل اور بے شمار طریقوں سے اس کی

رحمتیں نازل ہوں گی اور وہ تمہارے لئے بے شمار خوشیوں کے سامان پیدا کرتی جائیں گی اور اس سے یہ دعویٰ ثابت ہوگا کہ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ۔

صحیح محنت اور اس کے نتائج

اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا ہے کہ ہم تمہیں جو کہتے ہیں کہ محنت کرو گے۔جد وجہد کرو گے محنت کی طرف مَیں نے شروع میں افتتاحی تقریر میں بھی ایک رنگ میں توجہ دلائی تھی تو تمہارا دل اس طرف بھی مائل ہوسکتا ہے۔تمہاری توجہ اس طرف بھی پھر سکتی ہے کہ ساری محنتیں تو نتیجہ خیز نہیں ہوا کرتیں یعنی ساری محنتیں اور کوششیں ایسی نہیں ہوتیں کہ ان کے نتیجہ میں تسلی ملے۔سکون ہو، کامیابی ہو، رحمتوں کے سامان پیدا ہوں، نور کی وسعتیں پیدا ہوں۔بشاشتِ قلب پیدا ہو۔چہرے پر مسکراہٹیں ہوں۔غموں سے نجات ملے۔پس ساری محنتیں تو کامیاب نہیں ہوتیں عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۙ (الغاشیہ:۴) بھی تو ہوتی ہیں۔ایسے لوگ کوشش کرتے ہیں مگر نتیجہ کوئی نہیں نکلتا۔چنانچہ بے نتیجہ کوشش کا اثر یہ ہوتا ہے کہ چہرے پر سیاہی آجاتی ہے۔بددلی کے آثار ظاہر ہوجاتے ہیں۔آدمی کی تیوریاں چڑھی ہوتی ہیں۔وہ بڑا پریشان ہوتا ہے۔کبھی آپ نے بے نتیجہ کوشش والا ناکام انسان دیکھا ہے؟ مَیں نے تو بہت دیکھے ہیں۔مَیں تو آدمی کا چہرہ دیکھ کر ہی پہچان جایا کرتا ہوں کہ وہ کہیں سے ناکام ہوکر آیا ہے لیکن جو کامیاب ہوجاتا ہے اس کے چہرے سے پتہ لگ جاتا ہے۔مَیں ایک موٹی مثال لیتا ہوں دسویں جماعت کا بچہ پاس ہوتا ہے۔کوئی تھرڈ ڈویژن میں کوئی سیکنڈ ڈویژن میں اور کوئی فرسٹ ڈویژن میں۔جس وقت وہ نتیجہ سن کر اپنے گھر میں آتا ہے اس وقت اسے یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہوتی کہ میں پاس ہوگیا ہوں اس کے چہرے کے آثار بتاتے ہیں کہ وہ پاس ہوگیا ہے۔اس کے جسم میں سے، اس کی روح میں سے خوشی کی شعاعیں نکل رہی ہوتی ہیں۔پس جو دسویں میں پاس ہوجاتا ہے۔اس کے چہرے کے آثار ایسے ہوتے ہیں تو وہ آدمی جو خدا تعالیٰ کے امتحان میں پاس ہوکر خدا تعالیٰ کا پیار حاصل کرتا ہے اس کے جسم اور روح میں سے جو نور نکل رہا ہوگا۔اس کی شعاعوں کا تو کوئی مقابلہ ہی نہیں کرسکتا۔

لیکن ایسے لوگ بھی ہیں جو "عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ" کے گروہ میں ہیں۔وہ جو بھی عمل کرتے ہیں اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔اُن کے چہروں پر وہی بددلی، وہی پریشانی اور وہی گھبراہٹ کے آثار اور وہی نیند کے اُڑے رہنے کی کیفیت طاری رہتی ہے۔مثلاً ایٹم بم ایجاد کر دیا۔دنیا کہتی ہے یہ بڑا کارنامہ ہے۔مگر جن قوموں نے ایٹم بم ایجاد کیا ہے ان کو اپنی ہلاکت کا اتنا خطرہ پیدا ہوگیا ہے کہ ایٹم بم کی ان کو کیا خوشی ہے۔ان کو تو اب یہ فکر لاحق ہے کہ کہیں ایک دوسرے پر اس کا استعمال ہوگیا تو یہ انہیں تباہی کے گڑھے میں پھینک دے گا۔

محنت اور بشاشت کا احساس

پس دنیا کی وہ ساری کوششیں جو دعاؤں کے حصار کے اندر نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کے حصار کے اندر نہیں ہیں، ان کا نتیجہ خوشی نہیں ہے۔ آدمی منہ سے جو مرضی کہہ لے لیکن ان قوموں کے چہروں پر ہمیں فکر کے آثار نظر آ رہے ہیں حالانکہ ان کے چہروں پر خوشی اور بشاشت کا یہ احساس پیدا ہونا چاہئے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہے۔ اور ہمیں وہ کچھ مل گیا ہے جس کی ہمارے ذہن بھی امید نہیں کر سکتے تھے اور جہاں تک ہمارا خیال بھی نہیں پہنچ سکتا تھا۔

غرض عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ بھی ہیں یعنی ایسے محنت کرنے والے لوگ جن کی محنت کا نتیجہ نہیں نکلتا۔ وہ نتیجہ جو وہ اپنے لئے نکالنا چاہتے ہیں۔ وہ نتیجہ جو بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے ہو۔ وہ نتیجہ جو انسان کی بشاشت کے سامان پیدا کرنے والا ہو۔ اس کی خوشی کے سامان پیدا کرنے والا ہو۔ لوگوں کی بے فکری کے سامان پیدا کرنے والا ہو۔ ان کے سکون کے سامان پیدا کرنے والا ہو۔ وہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ لیکن قرآن کریم نے ہمیں یہ فرمایا ہے کہ اگر تم اپنے فعل و عمل اور دوسرے ذرائع (مثلاً طباعت ہے) سے اشاعتِ قرآن کرو گے تو تمہاری اس کوشش کا نتیجہ ضرور نکلے گا۔ اور وہ بڑا شاندار ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۙ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۙ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۙ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۗ (الغاشیۃ:۹ تا ۱۲)

کہ (دینِ حق) کی اشاعت کی جدوجہد کو اللہ تعالیٰ کامیاب کرے گا اور بڑی ہی کامیابی دے گا۔

ذہین بچوں کی صحیح نشوونما اور کامیابی

کامیابی تھوڑی بھی ہوتی ہے اور بڑی بھی ہوتی ہے۔ ایک شخص بی اے یا ایم اے میں پاس ہوتا ہے۔ یہ ایک شخص کی کامیابی ہے۔ ایک قوم کے جتنے ذہین بچے ہیں جو دراصل اللہ تعالیٰ کی دین ہے اور جو ایم اے تک پہنچ سکتے ہیں اگر وہ سب کامیاب ہو جائیں تو یہ قوم کی خوشی کا دن ہے۔ ہمارے ملک میں بدقسمتی سے بہت سے ذہن ضائع کر دیئے جاتے ہیں اور یہ بات خدا تعالیٰ کو پیاری نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے ایک اچھا ذہن دیا ہے تو اس کا شکر کرنا چاہئے۔ بہرحال اگر کوئی ایسی قوم ہو کہ اگر اس کے سارے ذہین بچے اپنی صلاحیتوں کی پوری نشوونما کر سکیں تو یہ اس قوم کے لئے بڑا خوشی کا دن ہے۔

ایک دفعہ ہمارے ایک مشہور سائنٹسٹ جو ایک بڑے عہدے پر فائز ہیں انہوں نے مضمون بھی لکھا اور مجھ سے زبانی بھی بات کی کئی سال پہلے کی بات ہے کہ بڑا فکر رہتا ہے۔ اس وقت ملک میں صرف پانچ ہزار سائنسدان ہیں اور ہمیں ان کی بڑی ضرورت ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم نے پچاس ہزار سائنسی ذہن ضائع کر دیئے اور آج تم روتے ہو کہ ہمارے پاس سائنسدان نہیں ہیں۔ خدا تعالیٰ نے تو تمہیں نہیں چھوڑا تھا لیکن تم نے خدا کو اور اس کی نعمتوں کو چھوڑ دیا اور اب تم اس کا نتیجہ

بھگت رہے ہو۔

ذہین بچوں کی اعلیٰ تعلیم

ایک اور دوست سے مَیں نے بات کی۔ مَیں نے کہا ہم غریب سی جماعت ہیں۔ جہاں تک ہماری بساط اور طاقت ہے ہم اپنے ذہین بچوں کو ضائع نہیں ہونے دیتے۔ ابھی انشاء اللہ کل ہی ایک غریب مگر ذہین بچہ انگلستان جار ہا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے حساب کے ایک خاص شعبہ میں بڑا اچھا ذہن دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ذہانت اور فراست کو اور زیادہ تیز کرے۔ پس قوم نے اس کا انتظام کیا۔ وہ ولایت جا کر پڑھے گا اور اگر حالات یہی رہے اور اس کی توجہ بھی قائم رہی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ذہن کو بھی اسی طرح ٹھیک رکھا تو وہ انشاء اللہ دس سالوں کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے چوٹی کے دماغوں میں شامل ہو جائے گا۔

پس ہم اس معاملہ میں کنجوس نہیں ہیں۔ جو جماعت کے بچے نہیں ابھی تک اگر اُن کے متعلق ہمیں پتہ لگ جائے۔ اور ہمیں طاقت ہو تو ہم ان کی بھی مدد کرتے ہیں۔ ہم نے خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے اپنے غیر احمدی بھائیوں کے سینکڑوں بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی ہے۔ جس سے ان کے خاندانوں کی کایا پلٹ گئی ہے۔ ہمارے اس علاقہ کے ایک مزدور کا بچہ تھا۔ جس کے لئے باپ ایک پیسہ خرچ نہیں کر سکتا تھا۔ پتہ نہیں کس طرح اس بچارے نے میٹرک پاس کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی پڑھائی کے لئے مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اب وہ وکیل ہے۔ اس پر ہمارا کوئی احسان نہیں ہے۔ ہم خوش ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنا فرض ادا کرنے کی توفیق بخشی۔ یہ اس کا حق تھا۔ دوسرے لوگ اُسے دے نہیں رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ ہم اُسے یہ حق دے دیں۔ اب اس کا گھر ایک مزدور کا گھر نہیں رہا۔ وہ ایک وکیل کا گھر بن گیا ہے۔ دنیوی نقطہ نگاہ سے بھی اس میں بڑا فرق ہے اور عزت کے لحاظ سے بھی اور مال کے لحاظ سے بھی بڑا فرق ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم اپنے قول اور فعل سے قرآن کریم کی اشاعت میں لگے رہو گے اور اشاعتِ قرآن کے لئے اپنی طرف سے انتہائی کوشش کرو گے یعنی وہ کوشش جس کو کبھی ہم غلبہ (دینِ حق) کی کوشش کہتے ہیں کبھی اشاعتِ (دینِ حق) کی کوشش کا لفظ بولتے ہیں۔ کبھی ہم خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کے الفاظ بولتے ہیں اور دراصل ہر کوشش کا آخری نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے پیار ہو کیونکہ اللہ ہی اللہ ہے اور یہ حقیقت ہے اس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں ہے۔ باقی تو سارے وسائل ہیں یا غیر متعلق چیزیں ہیں دنیا نے غیر متعلق بنا دیا ہے ورنہ اصل میں تو اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں کو وسائل ہی بنایا تھا اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا۔

اشاعتِ قرآن کریم کی کوشش اور افضالِ الٰہیہ

بہر حال اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو میری راہ میں اشاعتِ قرآن کی کوشش ہوگی، وہ تمہیں اس گروہ میں شامل نہیں کرے گی جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ بلکہ اس گروہ میں شامل کرے گی۔جس کے متعلق اس نے فرمایا ہے۔وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ـ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ یعنی جو اپنی کوشش کے نتیجہ سے راضی اور مطمئن ہوں گے اور وہ سمجھیں گے کہ ان کی کوشش کا نتیجہ بہت زیادہ نکل آیا۔اس لئے کہ مثلاً ایک غریب آدمی ہے اس کی انتہائی کوشش دس روپے ہو سکتی ہے۔لیکن ساری دنیا میں اشاعتِ (دینِ حق) کے لئے دس روپے تو کوئی کوشش نہیں۔مگر یہ بھی خدا تعالیٰ کا بڑا رحم ہے کہ انتہائی کوشش دس روپے بلکہ انتہائی کوشش چار آنے بھی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔اب یہ چار آنے کی انتہائی کوشش تھی جس کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتب میں فرمایا ہے۔آپ نے ایسے لوگوں کا جنہوں نے چار آنے میں انتہائی کوشش کو پایا اور خدا کے حضور وہ قربانی پیش کردی، ان کا نام قیامت تک کے لئے دعا کے لئے محفوظ کردیا۔

پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم قرآن کریم کی اشاعت کے لئے انتہائی کوشش کرو گے (خواہ وہ دنیا کی نگاہ میں دس روپے ہو یا دس آنے ہو یا دس پیسے ہو) تو اللہ تعالیٰ تم پر اپنے انتہائی فضل کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے انتہائی فضلوں کا تو شمار بھی نہیں ہوسکتا اور اللہ تعالیٰ جو فضل نازل کرتا ہے انہیں ہم اپنی زندگیوں میں دیکھ رہے ہیں۔غرض اللہ تعالیٰ نے ہمیں بڑا عظیم وعدہ دیا ہے۔ہمیں یہ خوف نہیں کہ ہماری کوششیں رائیگاں جائیں گی۔البتہ ہمیں یہ خوف ضرور ہے کہ ہماری کوششوں میں شیطانی وساوس کا گھن نہ لگ جائے۔لیکن ہمیں ایک سیکنڈ کے لئے بھی یہ فکر پیدا نہیں ہوتی کہ اگر ہم نیک نیتی اور خلوص دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت میں محو ہو کر کوئی کوشش کریں گے تو وہ ضائع چلی جائے گی۔کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے کہ ہماری ایسی کوششیں ضائع نہیں جائیں گی۔

دنیا کی جنت اور ہماری ذمہ داری

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ کہ ایسے لوگوں کو جنت ملے گی۔حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ اس زندگی کی بھی ایک جنت ہے اور اُس زندگی کی بھی ایک جنت ہے اور یہاں کی جنت بھی۔یعنی اس دنیا کی جنت بھی جَنَّةٍ عَالِيَةٍ کی مصداق ہے۔جنت کی زندگی کے متعلق قرآن کریم نے جو بیانات دیئے ہیں۔وہ اس پر بھی چسپاں ہوں گے اور دنیا کی جنت میں بھی لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً کوئی لغو بات نہیں کی جائے گی۔دراصل اس میں ایک مومن پر بڑی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔آج میں سوچ رہا تھا تو میرا دماغ اس طرف گیا کہ دنیا کامیابی کے بعد لغو باتوں میں مشغول ہو جاتی ہے۔بچے میٹرک کا امتحان دے کر آتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ اب ہم فارغ ہیں اور بیٹھ کر گپیں ماریں گے۔یہی حال ایف۔اے کے امتحان دینے

کے بعد ہوتا ہے۔بی۔اے۔کے امتحان دینے کے بعد ہوتا ہے۔ایم اے کے امتحان دینے کے بعد ہوتا ہے اور اجتماعات کے بعد ہوتا ہے۔مثلاً اب آپ یہاں سے واپس جائیں گے تو کہیں گے آؤ ذرا سستا لیں۔مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا تَسْمَعُ فِیْهَا لَاغِیَةً خدا کی جماعتیں لغو باتوں میں ایک منٹ بھی ضائع نہیں کیا کرتیں۔

جلسہ سالانہ ہوتا ہے دماغ تھکے ہوتے ہیں دعائیں کر کے اور باتیں سن کر مگر ایک عقلمند انسان کا دماغ باتوں کو ذہن میں حاضر رکھنے کے لئے کوشش کرتا ہے۔کیونکہ لَا تَسْمَعُ فِیْهَا لَاغِیَةً کی رو سے یہ دنیوی جنت بھی ایسی ہے کہ اس میں وقت کے ضیاع کی اجازت نہیں ہے۔امت(۔) جو اپنے مقام کو پہچانتی ہے یا امت (۔) کے وہ حصے جو اپنے مقام کو پہچانتے ہیں۔وہ کامیابی کے بعد لغو باتوں کی طرف نہیں جاتے۔اس واسطے کہ اگلی اور ایک نئی اور بڑی کامیابی کا وعدہ ہے اور اس کے لئے بھی انتہائی جدوجہد کی ضرورت ہے۔

متواتر جدوجہد اور الٰہی رحمتیں

اگرچہ میرا مضمون اس وقت روحانیت اور روحانی ترقیات اور روحانی رفعتوں کے متعلق ہے۔لیکن میں وہی میٹرک کے امتحان کی مثال دے کر بات واضح کرتا ہوں۔جس لڑکے نے دسویں کے امتحان میں فرسٹ پوزیشن لی ہے اور امید رکھتا ہے کہ وہ ایف اے کے امتحان میں بھی بورڈ میں اول نمبر پر آئے گا تو وہ پہلے سے تیاری کرنی شروع کر دیتا ہے کیونکہ اس کے لئے انتہائی کوشش کی ضرورت ہے۔جس کا مطلب یہ ہے کہ جو بیچ میں قریباً دو سال کا فاصلہ ہے اس کا ایک منٹ بھی ضائع نہ ہو۔مگر ایف اے کی کامیابی اس کامیابی کے مقابلے میں بالکل ہیچ ہے۔جو اللہ تعالیٰ روحانی میدانوں میں ایک کے بعد دوسری کامیابی دیتا ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ یعنی اللہ تعالیٰ انسان پر بار بار فضل کرتا ہے اور دو فضلوں کے درمیان انسان کی اپنی کوشش ہے۔ایک فضل ہوتا ہے۔اس پر وہ تسلی پاتا ہے مگر وہ سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس پر ٹھہرنا نہیں۔اے میرے بندے! تو نے میرا پیار لیا۔لیکن اس سے بڑا پیار میں تجھے دینے کے لئے تیار ہوں۔تو اس کے لئے کوشش کر۔غرض ایک ہی وقت میں پہلی کامیابی پر اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے جلوے دیکھنے کے بعد روح سرور بھی حاصل کر رہی ہے اور دماغ اور جسم اور روح نئی کوشش میں بھی لگ گئی ہے۔

پس سرور اور جدوجہد متوازی چلنے شروع ہو گئے اور یہ شروع سے اسی طرح چل رہے ہیں۔اس لئے وقت کو ضائع کرنے کی اجازت ہی نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَسْمَعُ فِیْهَا لَاغِیَةً ۔ اب آپ یہاں سے جائیں گے ستانے کے لئے آپ کو کوئی وقت نہیں۔اگلی کامیابی کے لئے آپ کوشش کریں تا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر مزید رحمتیں نازل فرمائے۔اس طرح ایک غیر متناہی سلسلہ اللہ تعالیٰ کے پیار کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کا شروع ہو جاتا ہے۔

اُخروی جنّت اور ترقیات

جب انسان خدا تعالیٰ پر حقیقی ایمان لاتا ہے تو اُسے اُخروی جنت بھی ملتی ہے اور وہاں بھی اگرچہ وہ عمل کی دنیا نہیں ہے۔مگر جس طرح گلاب کا پھول جب پورا بن جاتا ہے تو اس کے بعد گلاب کے پھول کے بننے کا تو کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن پتیوں کے کھلنے کا سوال پیدا ہو جاتا ہے۔گلاب کی تو محدود پتیاں ہیں لیکن انسان جب دوسری زندگی میں داخل ہو کر اللہ تعالیٰ کے پیار کی نئی زندگی حاصل کرتا ہے تو اس کی مثال یوں سمجھ لو کہ وہ ایک گلاب کا پھول ہے جو نہایت خوب صورت اور خوشبو دار اور حسین رنگوں کا مجموعہ ہے اور جس کی پتیاں غیر محدود ہیں اور جب کھلتی ہیں تو اس کے حسن میں خدا تعالیٰ کا پیار اور اس کی محبت کا جلوہ ترقی کرتا چلا جاتا ہے اور اس کی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔

پس میرے اور آپ کے لئے کسی ایک مقام پر ٹھہرنے کا کوئی سوال نہیں ہے۔ہم تو ایک راستے پر چل پڑے ہیں کہ ٹھہرے تو مارے گئے کون ہے ہم میں سے جو زبانی یہ کہنے کے لئے تیار ہو کہ کچھ گھنٹے ہماری زندگی میں ایسے بھی ہونے چاہئیں جن میں اللہ تعالیٰ اور ہمارے درمیان دوری پیدا ہو جائے۔جب آپ کا دماغ اس تصور کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تو آپ کا عمل اس بات کو قبول کرنے کے لئے کیسے تیار ہو جائے گا۔پس یہ تسلسل جو ایک طرف انسانی کوشش اور محنت میں ہمیں نظر آ رہا ہے۔اس تسلسل کو قائم رکھنا چاہئے تاکہ دوسری طرف وہ تسلسل جس کا ہمیں وعدہ دیا گیا ہے اور جسے ہم اپنی زندگیوں میں دیکھ رہے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے پیار کے جلوے جن میں سے ہر جلوہ پہلے سے بڑھ کر ہوتا ہے، وہ تسلسل قائم رہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اب مَیں عہد اور دعا کرانے کے بعد آپ کو رخصت کروں گا۔سفر اور حضر میں آپ جہاں بھی ہوں اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔اللہ تعالیٰ آپ کے جسموں میں اور آپ کے عمروں میں برکت ڈالے اور آپ کی محنت میں برکت ڈالے اور آپ کے مال میں برکت ڈالے اور آپ کی اولاد میں برکت دے۔آپ کی اولاد کو آپ کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور بنائے۔

پاکستان کی حفاظت و سالمیت کے لئے مساعی

پاکستان کی حفاظت اور سالمیت کے لئے آج قوم ایک عظیم جدوجہد کر رہی ہے۔اس جدوجہد میں شامل کرنے کے لئے مَیں آپ کو واپس آپ کے گھروں میں بھجوا رہا ہوں۔خدا کرے کہ آئندہ سال مَیں آپ کو کامیاب و کامران واپس آنے پر آپ کا استقبال کروں اور آپ کو سینے سے لگاؤں۔میری دعا ہے اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمتیں، اس کی مدد اور اس کی نصرتیں ہر وقت اور ہر آن آپ کے شاملِ حال رہیں۔ (سبیل الرشاد جلد ۲ ص: ۲۱۱ تا ۲۲۰)

XX……XX……XX……XX

''چشمہ معرفت'' کے مضامین کی صداقت

(موجودہ سائنسی تحقیقات کی روشنی میں)

﴿تصنیف مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب﴾

حضرت مسیح موعودؑ کی معرکۃ الآرا تصنیف چشمہ معرفت جو روحانی خزائن جلد ۲۳ کی زینت ہے اور مجلس مشاورت پاکستان کے فیصلہ کے مطابق امسال احباب کے مطالعہ کے لئے مخصوص کی گئی ہے۔ اس کی بعض تحریرات پر ایک معترض نے روزنامہ پاکستان لاہور 12 رفروری 2010ء میں اپنی لاعلمی اور تعصب کی وجہ سے چند اعتراضات اُٹھائے۔ مندرجہ ذیل مضمون میں حضورؑ کی ان تحریرات پر سائنسی حوالہ سے معروضات پیش ہیں۔ موجودہ شواہد حضورؑ کی تحریرات پر مہر تصدیق ثبت کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

یہ امر یاد رکھنے کے لائق ہے حضرت صاحب کا دعویٰ سائنسدان ہونے کا نہیں اگرچہ آپ کے غلاموں میں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب جیسے نوبیل لاریٹ شامل ہیں اور نہ ہی چشمہ معرفت آپ کی کوئی سائنسی کتاب ہے (اور ویسے بھی سائنس ایک متحرک علم ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ Update ہوتا رہتا ہے) اور حضرت صاحب نے یہ کتاب سائنس دانوں کے لئے تحریر نہیں فرمائی تھی۔ حضورؑ کی کتاب میں مشاہدات درج ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ کتاب آج سے ایک سو تین سال قبل تحریر فرمائی تھی۔ اُس زمانہ میں اوّل تو آج کی طرح انٹرنیٹ یا اخبارات و رسائل کی اسی طرح فراوانی نہیں تھی بلکہ جو بھی تجربات ہو رہے تھے، ان کی ہندوستان میں رسائی اور پھر قادیان جیسی جگہ تک ان اخبارات کا پہنچنا ایک مشکل امر تھا۔ وہ قادیان جہاں ڈاک کا یہ عالم تھا کہ دو دو تین تین دن ڈاکیا نہیں آتا تھا۔ آج کی دنیا میں بھی جب علم کے پھیلاؤ کے لئے سیٹلائٹ، الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کی تیز ترین سہولتیں موجود ہیں، کوئی بھی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اُسے تمام علوم پر دسترس حاصل ہے۔ مندرجہ بالا امور خاکسار نے اس لئے تحریر کئے ہیں تا قاری کے ذہن میں اُس وقت کا ماحول واضح ہو جائے۔ آج کی سائنس نے اُن تمام باتوں کو ثابت کیا ہے جو حضرت صاحب نے تحریر کی تھیں۔

خدا کے مامورین دینی علوم میں جری اللہ ہوتے ہیں اور خدا کے نُور سے دیکھتے ہیں اور خدا سے ہی معرفت پاتے ہیں۔ عام دنیوی علوم میں انہوں نے کبھی دعویٰ نہیں فرمایا کہ اُن کی تشریح ہی اصل ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے ظاہر

ہے جو صحیح مسلم کتاب الفضائل باب وجوب امتثال مَاقَالَہٗ شرعاً میں درج ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضور ﷺ کھجوروں کے باغ کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ صحابہ نر کھجور سے کچھ چیز لے کر مادہ کھجور سے ملا رہے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اگر نہ کرو تو بہتر ہوگا (انہوں نے نہ کیا) آخر خراب کھجور نکلی آپ اُدھر سے گزرے اور لوگوں سے پوچھا تمہارے درختوں کو کیا ہوا۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے ایسا فرمایا تھا (کہ گابھہ نہ کرو) ہم نے نہ کیا اس وجہ سے خراب کھجور نکلی۔ آپ نے فرمایا تم اپنے دنیا کے کاموں کو مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔ (صحیح مسلم کتاب الفضائل حدیث نمبر: ۴۳۵۸)

جیسا کہ خاکسار اوپر عرض کر آیا ہے حضرت صاحب نے کوئی سائنسی کتاب تحریر نہیں فرمائی بلکہ مشاہدات کا ذکر فرمایا ہے اور یہ چیزیں ہم روزمرہ میں دیکھتے ہیں۔ ان نتائج کی سائنسی توجیہات سائنسدان ہی بیان کر سکتا ہے مگر معترض حضرت صاحب کی تحریرات پر اعتراض کرتے ہوئے قرآنی محاورات پر غور بھی نہ کر سکے۔ انسان کے بارہ میں قرآن کریم کہتا ہے:

۱۔ اور اسے گیلی مٹی سے پیدا کیا۔ (الاعراف:۱۳)

۲۔ اس کو مٹی سے پیدا کیا۔ (آل عمران:۶۰)

۳۔ اور یقیناً ہم نے انسان کو گیلی مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا۔ (المومنون:۱۳)

۴۔ میں کھنکتی ہوئی ٹھیکریوں سے بشر پیدا کرنے والا ہوں۔ (الحجر:۲۹)

پھر ارشاد ہوتا ہے:۔

یقیناً انسان بہت زیادہ حریص پیدا کیا گیا ہے۔ (المعارج:۲۰)

انسان جلد بازی کے خمیر سے پیدا کیا گیا ہے۔ (الانبیاء:۳۸)

اب کیا معترض ''نعوذ باللہ'' یہاں بھی یہ فرمائیں گے کہ مٹی اور ٹھیکریاں اور صَلْصَال تو موجود ہیں، انسان بنا کر دکھائیں۔ ''عَجَل'' کون سا مادہ ہے جس سے انسان کی تخلیق ہوئی ہے۔ ظاہر ہے یہ سب قرآنی محاورات ہیں جن پر صرف ''المطھرون'' ہی غور وفکر کر سکتے ہیں۔

اگر سائنسی پیمانے پر ہی ہر چیز کو ماپنا ٹھہرا تو کسی انسان کے بجسد عنصری آسمان پر جانے، چاند کے دو ٹکڑے ہونے اور خرِ دجال (دجال کا گدھا) جو آگ کھائے گا اور اس کے پیٹ میں لوگ سوار ہوں گے وغیرہ وغیرہ، کی سائنسی توجیہات کیا کریں گے۔

مزید وضاحت سے قبل حضرت صاحب کی تحریرات کا سیاق وسباق واضح کرنے کے لئے اصل تحریر قارئین کے

سامنے رکھنا ضروری ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''سورۃ الدھر میں جو جز و اُنتیس میں ہے اللہ جلّشانہٗ فرماتا ہے اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ (الدھر:۳) یعنی ہم انسان کو ملے ہوئے نطفہ سے پیدا کرتے ہیں یعنی مرد اور عورت کے نطفہ سے۔ پس جیسا کہ ان آیات میں خدا تعالیٰ نے ظاہر فرمایا ہے۔ اسی طرح کروڑ ہا انسانوں کا مشاہدہ گواہ ہے کہ اسی طرز سے رُوح پیدا ہوتی ہے اور جبکہ محض گوشت سے بھی نطفہ پیدا ہوتا ہے اور اس سے اولاد پیدا ہوتی ہے تو کیا ہم گمان کرسکتے ہیں؟ کہ مثلاً روح کسی بکری پر بھی پڑتی ہے اور اس کی کھال میں دھنس کر اُس کے گوشت میں رچ جاتی ہے اور پھر بعد اس کے کسی خاص بوٹی میں وہ روح داخل ہوتی ہے اور اُس کے اندر سرایت کر جاتی ہے اور پھر اُس بوٹی کے دو ٹکڑے ہو کر ایک ٹکڑا مرد کھا لیتا ہے اور دوسرا ٹکڑا عورت۔ گو وہ عورت اس مرد سے کتنے ہی فاصلہ پر ہو اور خواہ وہ گوشت بھی نہ کھاتی ہو اور کیا ہم گمان کرسکتے ہیں کہ وہ درندے جو صرف گوشت ہی کھاتے ہیں جیسے شیر، بھیڑیا، چیتا ان کی پیدائش کی رُوح بکریوں اور گائیوں وغیرہ حیوانات کی کھال پر بطور شبنم پڑتی ہے اور کیا یہ خیال گزر سکتا ہے؟ کہ پانی کی مچھلیوں کی روح اور دُوسرے تمام جاندار جو پانی کے اندر غرق رہتے ہیں اُن کی رُوح شبنم کی طرح ہو کر پانی میں پڑتی ہے اور سب سے غور کے لائق وہ کیڑے مکوڑے ہیں جو بیس بیس تیس تیس ہاتھ زمین کو کھود کر اُس کے عمیق پردہ کے اندر سے نکلتے ہیں اور ایسا ہی وہ نہایت چھوٹے کیڑے جو اس کنوئیں کے پانی سے نکلتے ہیں جو نیا کھودا جاتا ہے اور ایک ایک قطرہ میں ہزارہا کیڑے ہوتے ہیں کہاں سے اور کس راہ سے یہ شبنمی روح ان کے اندر داخل ہو جاتی ہے۔ پس اگر کوئی شخص مذہبی تعصب سے دیوانہ اور سودائی اور پاگل ہو جائے تو یہ اور بات ہے ورنہ ان تمام مثالوں کی رُو سے جو ذکر ہو چکی ہیں ماننا پڑتا ہے کہ یہ عقیدہ آریوں کا کہ گویا رُوح آسمان سے شبنم کی طرح ہو کر کسی گھاس پات پر پڑتی ہے بالکل جھوٹا ہے۔ اگر تم مثلاً دودھ کو جو باسی ہو کر سڑنے کو ہے ہاتھ میں لو اور خوب اس دودھ میں نظر لگائے رکھو۔ تو تمہارے دیکھتے دیکھتے ہزارہا کیڑے بن جائیں گے۔ ایسا ہی اگر کوئی دال ماش یا چنے وغیرہ کی جو خوب پکائی جائے جس کے اندر کے کیڑے بھی مر گئے ہوں جب وہ دال باسی ہو جائے اور سڑ جائے تو اس میں بھی ہزارہا کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔

اب عقلمند کے لئے یہ سوچنے کا مقام ہے کہ اگر کسی مادہ میں جان پڑنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ شبنم کی طرح کوئی روح کسی گھاس پات پر گرے تو یہ قاعدہ کیسے صحیح اور درست ہوسکتا ہے جو لوگ اس بات کے قائل ہیں جو نیستی سے ہستی نہیں ہوسکتی اور بدن سے نکلی ہوئی روح پھر کسی راہ سے واپس آسکتی ہے اُن کا یہ فرض ہے کہ اس بات کو ثابت کریں کہ کس راہ سے اور کس طور سے روح باہر سے اندر داخل ہوجاتی ہے اور وہ اس مواخذہ سے بری نہیں ہوسکتے اور اس بارِ ثبوت سے اُن کے لئے سبکدوشی ممکن نہیں جب تک کہ وہ ہمیں یہ دکھلا نہ دیں کہ جس طرح اور جس طریق سے مثلاً ایک انسان کی روح اس کے جسم سے باہر نکل جاتی ہے اور اس کے نکلنے میں کسی کو شک اور اختلاف نہیں ہوتا۔"

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۱۲۴۔۱۲۵)

اس تحریر کو پڑھنے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ حضرت صاحب اس میں روح کی تخلیق کی بات کر رہے ہیں۔

اگر ہر قسم کے تعصب اور جانبداری سے پاک ہوکر یہی ایک کتاب پڑھ لی جائے تو ایک باشعور انسان آسانی سے سچ تک پہنچ سکتا ہے۔ یہ امر غور کے لائق ہے کہ خدا نے اپنے مامور کے ذریعہ ایسی صداقتوں کو بھی منکشف کیا جو اُس زمانے میں (آج سے سو سال قبل) ناممکنات سمجھی جاتی تھیں **مگر آج کی سائنس نے اُن کا حرف حرف درست ثابت کر دیا ہے**۔ کاش دیکھنے کی آنکھیں ہوں۔

اب آیئے معترض کے اعتراضات کی جانب۔ انٹرنیٹ پر ان عنوانات پر ایک دو نہیں ہزار ہا websites موجود ہیں اور انٹرنیٹ پر اس کے بارہ میں بے شمار مواد موجود ہے جس کو لاکھوں صفحات پر منتقل کیا جاسکتا ہے لیکن قارئین کی دلچسپی کے لئے معترض نے جس wikipedia (یعنی فری انٹرنیٹ انسائیکلوپیڈیا) کا حوالہ دیا ہے صرف اُس سے استفادہ کر کے تحریر کرتا ہوں۔

"مادہ گوشت سے بھی پیدا ہوسکتا ہے چاہے وہ گوشت بکری کا ہو یا مچھلی کا یا ایسی زمین کا جو زمین کی نہایت عمیق تہہ کے نیچے ہوتی ہے جس سے مینڈک یں وغیرہ کیڑے مکوڑے پیدا ہوتے ہیں۔"

اوپر کی تحریر کو ایک مرتبہ پھر غور سے پڑھیے اور پھر دیکھیں کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ یہاں خود بخود پیدائش (Abiogensis) کی تو بات ہی نہیں ہورہی۔ خود "چشمہ معرفت" کے سیاق و سباق میں حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ امر سائنس کے خلاف ہے بلکہ پیدائش مرکب نطفہ سے ہوتی ہے۔

دودھ میں کیڑوں کی موجودگی بھی ایک کھلا راز ہے اور اس کے لئے بھی کسی website کو دیکھا جا سکتا ہے۔ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ پانی کے ایک قطرہ میں ہزارہا کیڑے پائے جاتے ہیں۔ کیڑوں کا لفظ ہر چھوٹی سے چھوٹی جاندار چیز کے لئے بولا جاتا ہے۔ ازقسم بیکٹیریا، وائرس، spirocreth، yeast، fungi وغیرہ۔ اس سائنسی حقیقت کو پانے کے لئے کسی زیادہ غور وفکر کی ضرورت نہیں ہے۔

دودھ کے اندر یہ خاصیت ہے کہ بیکٹیریا اس کے اندر بڑی تیزی سے بڑھتے ہیں۔ ایسے بیکٹیریا بھی پائے جاتے ہیں جو بیماری پیدا کرتے ہیں مثلاً E coli، Salmonella، Listeria وغیرہ۔ علاوہ ازیں دودھ میں بہت سے ایسے بیکٹیریا بھی شامل ہوتے ہیں جو صحت کے لئے ضروری خیال کئے جاتے ہیں۔ ان کو Lacto Bacillus کہا جاتا ہے۔ اسی طرح انسانی دودھ میں بھی ایک بیکٹیریا Lacto Bacillus Salivarius پایا جاتا ہے اور بغیر کسی Contamination کے۔ ان بیکٹیریا کو اب اسہال وغیرہ امراض میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ دہی یا yogurt دودھ کی Bacterical Fermentation سے بھی حاصل کیا جاتا ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ یہ صحت کے لئے بہت مفید ہے۔ سڑے ہوئے اور باسی دودھ کے اندر جراثیم کی موجودگی ایک کھلا راز ہے اور اس کے لئے کسی بھی ویب سائٹ کو دیکھا جا سکتا ہے۔ لوئیس پاسچر نے دودھ کو بیکٹیریا وغیرہ سے پاک کرنے کے لئے جو طریقہ ایجاد کیا تھا وہ آج بھی Pasteurization کہلاتا ہے۔ یہ طریقہ بیماری پیدا کرنے والے فنجائی اور بیکٹیریا کو تو مار دیتا ہے لیکن صحت مند جانداروں کو محفوظ رکھتا ہے۔

معترض شاید تحقیق سے بالکل عاری ہیں اور سوائے اعتراض کے اور کوئی بات نہیں سوجھتی، انہیں حضرت مسیح موعودؑ کے اس فقرہ پر بھی ''سائنسی'' اعتراض ہے کہ ''زمین کے نیچے کا طبقہ جو ستر اسی ہاتھ کھود کر پھر دکھائی دیتا ہے اس میں جاندار پائے جاتے ہیں۔'' ساتھ ہی ستر اسی ہاتھ کے بارہ میں تشریح کرتے ہیں ۱۲۰ یا ۱۴۰ فٹ۔ پھر یہ فقرہ بھی گراں گزرتا ہے۔ ''زمین کی ہر ایک چیز میں ایک جاندار کیڑے کا مادہ موجود ہے۔ یہاں تک کہ زنگ خوردہ لوہے میں بھی کیڑا پیدا ہو جاتا ہے اور عجیب تر یہ کہ بعض پتھروں میں بھی کیڑا دیکھا گیا ہے اور ہر ایک قسم کے اناج اور ہر ایک قسم کے پھل بھی جب مدت تک رکھے جائیں تو ایک کیڑا پیدا ہو جاتا ہے۔''

پہلے تو یہ خیال تھا کہ زمین کے نیچے جانے سے درجہ حرارت بڑھتا ہے اور بعض جگہوں پر انتہائی کم درجہ حرارت ہونے کی وجہ سے زندگی کے آثار نہیں ہو سکتے لیکن اب اس کے برعکس نظریہ ہے۔ اگر انٹرنیٹ پر soil life کے عنوان کے تحت

search کی جائے تو سینکڑوں ویب سائٹس کھل جاتی ہیں۔ wikipedia میں لکھا ہے کہ

Soil life or Soil biota is a collective term for all the organisms living within the soil.

اور پھر اس کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے یعنی

1- Mega fauna جس کا سائز 20 ملی میٹر سے زیادہ ہوتا ہے

2- Macro fauna جس کا سائز 2 سے 20 ملی میٹر ہوتا ہے

3- Meso fauna جس کا سائز 100 مائیکرو میٹر سے 2 ملی میٹر ہوتا ہے

4- Micro fauna جس کا سائز 1 سے 100 مائیکرو میٹر ہوتا ہے۔ اور اس میں yeast، بیکٹیریا فنجائی، پروٹوزوا Protozoa، Round Worms اور Rotifers شامل ہیں۔

یاد رہے کہ ایک گرام مٹی میں 100 ملین سے 3 بلین بیکٹیریا، ایک ملین یعنی دس لاکھ کے قریب فنجائی ہوتے ہیں۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔ *(http:en.wikipedia.org/wiki/soil_life)*

ایک اور website کھولتے ہیں جو یہ ہے: *http:en.wikipedia.org/wiki/extemophile*

Extremophile وہ جاندار اشیاء ہیں جو زمینی حیات کے لئے مطلوب ماحول سے شدید کم یا زائد درجہ حرارت اور Condition میں زندہ رہ سکتے ہیں یا انہیں ایسے شدید ماحول ہی کی ضرورت ہوتی ہے جو زمینی حیات کے لئے تباہ کن ہے۔

1980ء اور 1990ء میں بیالوجسٹ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ Microbial Life جراثومی حیات میں حیرت انگیز طور پر شدید ماحول میں زندہ رہنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے اور یہ غیر معمولی ٹھنڈ، گرمی، خشک ماحول اور بہت زیادہ دباؤ والی جگہ پر بھی پائے جاتے ہیں جہاں عام انسان یا جانور کا پایا جانا ناممکنات میں سے ہے اور یہی وجہ ہے کہ بعض سائنسدانوں کے خیال میں زندگی وہیں سے شروع ہوئی تھی۔ Exterophiles کو سائنسدانوں نے بہت سی کلاسز میں تقسیم کر رکھا ہے۔ اس کو تفصیل سے wikipedia پر دیکھا جا سکتا ہے مثلاً *Acidophile*، *Alkaliphalie*، *Endolith*، *Hypolith*، *Hyperthermophile* وغیرہ۔ Endolith اُن جانداروں کو کہا جاتا ہے جو چٹانوں میں پائے جاتے ہیں۔ Hypolith سے مراد وہ جاندار ہیں جو سرد صحرا کی چٹانوں میں رہتے ہیں۔ Piezophile وہ جاندار ہوتے ہیں جو High Hydrostatic پریشر پر رہتے ہیں۔ Cryopile وہ جاندار ہیں جو 15oc سے کم پر موجود ہوتے ہیں یہ عموماً ٹھنڈی مٹی، برف اور یخ بستہ سمندروں اور برف سے ڈھکے ہوئے Alpine میں بھی موجود ہوتے ہیں۔

زیر زمین تیل کے ذخائر جو بہر حال 120 فٹ سے نیچے ہوتے ہیں، پر بھی بیکٹیریا موجود ہوتے ہیں۔ اب تو Radio Resistrant Extemophile بھی دریافت ہو چکے ہیں جو اعلیٰ درجہ کی تابکاری میں بھی زندہ رہتے ہیں جہاں عام زندگی کے ختم ہونے کا تصور پایا جاتا ہے۔ Extemophiles کی وجہ سے ایک نئی Science یعنی Astrobiology وجود میں آ چکی ہے جس میں زمین کے باہر کے سیاروں میں زندگی کے آثار یا زندگی کی منتقلی پر غور و خوض ہو رہا ہے۔

معترض کے نزدیک زنگ خوردہ لوہے میں کیڑے کا پیدا ہونا محیر العقول ہے۔ درحقیقت یہ بھی حضرت صاحب کی سچائی کی بہت بڑی دلیل ہے کیونکہ اس میں بیان فرمودہ حقیقت بھی آج کی سائنسی دنیا میں مسلّم ہے۔ حیرت ہے کہ حضور نے آج سے ایک سو سال قبل کس طرح اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔ خدائی تصرف کے بغیر یہ لکھا جانا محال ہے۔ Iron Bacteria ہی اس کیڑے کا نام ہے جو لوہے میں ہی پلتے ہیں اور حل شدہ آئرن اور مینگانیز Manganese کو آکسیجن سے ملا کر زنگ آلود مواد پیدا کرتے ہیں۔

Biohydro Metallurgy یہ بائیو ٹیکنالوجی کی وہ شاخ ہے جس میں حیاتی اور معدنیاتی دنیا کا ملاپ ہوتا ہے یعنی *Interaction between the microbial world and mineral kingdom*

Biohydrometallurgy ایسے Processes کو کام میں لاتی ہے جہاں دھات (Metals) کا استعمال ہوتا ہے۔ اسے بعض دھاتوں کو Sulfide Ores سے نکالنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اسے ایسی کان کنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے جہاں عام طریقوں سے دھاتوں کو نکالنا یا تو ناممکن ہو یا بہت مہنگا ہو۔ Bioleaching اُس عمل کو کہتے ہیں جہاں دھاتوں کو بیکٹیریا یا فنجائی کے ذریعہ نکالا جائے مثلاً کاپر، زنک، سیسہ (لیڈ)، آرسینک، اینٹی منی، نکل، سولی بیڈنیم، گولڈ کوبالٹ وغیرہ۔ آئرن (Ferrous) اور سلفر آکسڈائزنگ بیکٹیریا کے نام یہ ہیں:

acidothiobacillus ferrooxidans acidothiobacillus thiooxidans

یہ بیکٹیریا دھاتوں کو کھاتے اور پھر اس کے بعد دھاتوں کو catalyse کرتے ہیں۔

پھر ایک اعتراض اس تحریر پر ہے کہ ”جب انسان موت کے بعد دفن کیا جاتا ہے تو رفتہ رفتہ تمام بدن اُس کا کیڑوں سے بھر جاتا ہے“ Wikipedia میں Decomposition کا لفظ دیکھئے۔ اس میں لکھا ہے کہ Decomposition یا Rotting وہ عمل ہے جس میں ایک مردہ جسم مادہ کی آسان ترین شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

Human Decomposition میں جسم میں موجود بیکٹیریا کاربوہائیڈریٹ، پروٹین اور Lipids کو توڑتا

شروع کرتے ہیں۔اس کے علاوہ زمین میں موجود کیڑے اپنے انڈے مردہ جسم پر دیتے ہیں کیونکہ مردہ جسم ان کی خوراک کے لئے بہترین جگہ فراہم کرتا ہے۔Putrifaction کے عمل میں بڑی آنت میں موجود بیکٹیریا ہیموگلوبن کو سلف ہیموگلوبن میں تبدیل کرتے ہیں جس کی وجہ سے پیٹ پر سبز رنگ آجاتا ہے۔Putrifaction میں حشرات الارض بھی اپنا کردار ادا کرتے ہیں اور یہ Calliphoridae Family کہلاتی ہے جس کے ممبران میں سے بعض یہ ہیں ,Formicide. Black PutrifactionMuscidae, Sphaerocerides,Phoridae میں وہ حشرات الارض جو مردہ جسم میں پائے جاتے ہیں اُن میں Staphy Linidae،Histeridae،Gamasid Mites وغیرہ اور بہت سے دیگر شامل ہیں۔

معترض کی ''علمی بلند خیالی'' کی داد دینا پڑتی ہے۔انہیں حضرت صاحب کا یہ لکھنا سائنس کی رُو سے سخت ناگوار گزرا ہے۔''سب سے عجیب تر یہ کہ ایک مشہور درخت ہے جسے گولر کہتے ہیں۔اس کا پھل جب تک سبز ہوتا ہے اس میں کیڑا نہیں ہوتا اور جیسے جیسے پکتا جاتا ہے، اسی کے مادہ میں کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں اور جب وہ پھل چیرا جائے تو وہ کیڑے پرواز بھی کر جاتے ہیں۔''نہایت ادب کے ساتھ عرض ہے کہ گولر درختوں کی فیملی Ficus سے تعلق رکھتا ہے اور اس کو عموماً FIG کہا جاتا ہے۔Ficus کی بے شمار اقسام دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہیں۔آپ کی معلومات کے مأخذ Wikipedia نے ڈیڑھ سو سے زائد اقسام اس فیملی کی لکھی ہیں۔اس فیملی کا پولی نیشن کا نظام سب سے انوکھا ہے اور سب سے جُدا ہے۔اس کی پولی نیشن اس طرح ہوتی ہے کہ چھوٹے چھوٹے خاص Wasps (بھڑیں) جنہیں Fig Wasp کہا جاتا ہے، اس کے سبز پھل میں داخل ہوتی ہیں اور پولی نیشن کرتی ہیں اور وہاں انڈے دیتی ہیں۔یہ عمل بیالوجسٹوں کے لئے حیرت کا مستقل ذریعہ ہے۔پھل (Syconiun) میں ایک چھوٹا سا سوراخ ہوتا ہے جہاں سے Wasps (بھڑیں) رینگتی ہوئی داخل ہوتی ہیں اور پھل کے اندر انڈے دیتی ہیں۔اس Pollinator خدمت کے بغیر یہ درخت محض بیج کے ذریعہ Reproduce نہیں کر سکتے۔اس طرح اس کی افزائش نسل ان کیڑوں کی محتاج ہے۔اس خدمت کے عوض پھل و پھول بھڑوں کی اگلی نسل کو تحفظ (Haven) اور خوراک مہیا کرتے ہیں۔اسی وجہ سے اس کے پھل میں Waps کے لاروے اور کیڑے موجود ہوتے ہیں اور اس طرح Co-Evolutionary Relationship کی اعلیٰ مثال ہے۔

http://en.wikipedia.org/wiki/ficus کو کھولئے اور پڑھتے پڑھتے ''Selected Species'' کے عنوان پر نظریں ٹکائیں۔اس فہرست میں ایک نام یہ بھی پڑھنے کو ملے گا:Ficus Racemoca اس کے آگے پڑھئے کیا لکھا ہے:Cluster Fig, Goolar Fig. جی ہاں یہی وہ گولر ہے جس کا ذکر حضرت صاحب نے فرمایا ہے۔ویسے

اگر Goolar کا لفظ Search میں ڈالیں تو بہت سی ویب سائٹس مل جائیں گی۔اس ویب سائٹ کو بھی دیکھ لیجئے گا۔علم میں اضافہ ہوگا اور گولر کا درخت اور اس کے پھل کی بہت سی تصاویر بھی دیکھ سکیں گے۔

http://www.flowersofindia.net/catalog/slides/goolar.html.

پھلوں کے اندر کیڑوں کا پیدا ہونا بھی ایک ایسا مشاہدہ ہے جو ہم کئی مرتبہ کرتے ہیں کہ بظاہر پھل بالکل ٹھیک اور بے داغ ہوتا ہے مگر جب اُسے چیرا جائے تو وہاں کیڑے موجود ہوتے ہیں۔امرود اس کی واضح مثال ہیں۔ Apple Maggot جس کا سائنسی نام Rhagoletis Pomonella ہے اور Railroad worm بھی کہلاتا ہے۔بہت سے پھلوں بالخصوص سیب کا کیڑا ہے جو فروٹ کے اندر پایا جاتا ہے اور اس کا لاروا اپنی چھوٹائی اور رنگت کی وجہ سے پہچاننا انتہائی مشکل ہوتا ہے۔بالغ کیڑے کا سائز ایک انچ کا 3/16 ہوتا ہے اور عام مکھی سے چھوٹا ہوتا ہے۔بالغ کیڑا پھل کے اندر ہی اپنے انڈے دیتا ہے۔مضمون نگار نے جن باتوں کو تمسخر کا نشانہ بنایا ہے وہ خود اُن کی کم علمی پر دلالت کر رہا ہے۔

تعجب ہے کہ آک کے درخت میں پرندوں کا پیدا ہونا بھی معترض کو ورطۂ حیرت میں ڈال رہا ہے۔آک کا درخت Calotropis فیملی سے تعلق رکھتا ہے اور یہ بہت سے جانداروں مثلاً کیڑوں اور تتلیوں وغیرہ کا Host ہے۔سائٹ ملاحظہ ہو۔*http://en.wikipedia.org/wiki/capotropis_gigantea*

☆ اس مقام پر قارئین کو ایک اور اصل تحریر کی طرف لئے چلتے ہیں جس پر اعتراض کئے گئے ہیں۔حضرت صاحب تحریر فرماتے ہیں:

> ’’اس زمانہ میں ہزارہا سائنس کے اسرار کا پردہ کھلتا جاتا ہے جو کسی زمانہ میں نیست کے طور پر سمجھے جاتے تھے اور وہ عمیق در عمیق علم طبعی کے خواص نئی ایجادوں کے ذریعہ سے ظاہر ہوتے جاتے ہیں کہ انسان کی عقل حیران رہ جاتی ہے۔پھر تعجب آتا ہے کہ ایسے زمانہ میں وہ نادان بھی ہیں کہ جو خدا تعالیٰ کے اسرار قدرت پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روح نیست سے کیونکر ہست ہوجاتی ہے اور دیکھتے ہیں کہ دُنیا میں ہزاروں چیزیں نیست سے ہست ہورہی ہیں مثلاً ایک دھات جو بالکل نیست ہوجاتی اور مرجاتی ہے وہ شہد اور سہاگہ اور گھی میں جوش دینے سے پھر زندہ ہوجاتی ہے کسی نے پنجابی میں کہا ہے **شہد سہاگہ گھی۔موئی دھات دا ایہو جی** یعنی شہد سہاگہ اور گھی جو ہے مری ہوئی دھات کی یہی جان ہے۔اور اسرار قدرت الٰہی میں سے ایک یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جب ایک گلہری کو پتھر یا سوٹے سے مارا جائے اور وہ بظاہر بالکل مرجائے مگر ابھی تازہ ہو تو اگر اس کے سر کو گوبر میں دبا دیا جائے تو چند

منٹ میں وہ زندہ ہوکر بھاگ جاتی ہے۔ مکھی بھی اگر پانی میں مرجائے تو وہ بھی زندہ ہوکر پرواز کر جاتی ہے اور بعض جانور جیسے زنبور اور دوسرے حشرات الارض سخت سردی کے ایام میں مرجاتے ہیں اور زمین میں یا دیواروں کے سوراخوں میں چمٹے رہتے ہیں اور جب گرمی کا موسم آتا ہے تو پھر زندہ ہو جاتے ہیں ان اسرار کو بجز خدا تعالیٰ کے کون سمجھ سکتا ہے؟ ایسا ہی بعض نباتی اور معدنی چیزیں علیحدہ علیحدہ ہونے کی حالت میں تو ایک خاصیت نہیں رکھتیں مگر ترکیب کے بعد ان میں ایک نئی خاصیت پیدا ہو جاتی ہے مثلاً شورہ یا صرف گندھک یا صرف کوئلہ سے بارود بنایا جائے تو یہ غیر ممکن ہوتا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ترکیب سے ایک نئی چیز پیدا ہو سکتی ہے اور شاید اسی بناء پر کیمیا کے طالب سونا اور چاندی بنانے کے سودا میں لگے رہتے ہیں مگر کوئی کیمیا ایسی نہیں جیسا کہ خدا کی محبت اور خدا کی طرف ایسا جھکنا جیسا کہ شیر خوار بچہ اپنی ماں کی طرف جھکتا ہے۔'' (روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۱۷۱،۱۷۲)

یہاں حضور حکمت کی ایک دوائی ماءالحیات کا ذکر کر رہے ہیں۔ وہ کیا ہے؟ آیئے ''خزائنۃ الادویہ'' میں دیکھتے ہیں۔ لکھا ہے: ''ماءالحیات: مہوسین کی اصطلاح میں ایک دوا کا نام ہے جو مرکب ہے شہد اور سہاگہ اور گھی سے۔ جس کشتے کو اس میں ملا کر آگ میں جلاتے ہیں، وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ کذا فی الغیاث۔ یہ ماءالحیات خرد کہلاتا ہے۔''

(خزائنۃ الادویہ جلد چہارم از جناب مولوی محمد نجم الغنی خان صاحب رام پوری بار اوّل ۱۹۲۱ء مطبع منشی نول کشور واقع لکھنؤ صفحہ ۸۱۳)

یہ کتاب حضور کی تحریر کے چودہ سال بعد لکھی گئی ہے۔ دھات اور یہ زندہ ہونا کیا ہے؟ ایک اور حوالہ پیش کرتا ہوں۔ ''کلیات ادویہ'' میں جناب حکیم محمد کبیر الدین صاحب شیخ الجامعہ طبیہ دہلی تحریر فرماتے ہیں: ''دھات۔ (فلزات) سونا، چاندی، تانبا، لوہا، رانگ، جست، سیسہ۔ ان سات معدنی چیزوں کو ویدک اصطلاح میں دھات کہتے ہیں۔ انہی کا نام اہل اکسیر نے ذوی الاجساد رکھا ہے۔'' پھر لکھا ہے: ''ماءالحیات: (عربی) کیمیا والوں کی اصطلاح میں ماءالحیات اُس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ کسی دھات کا کشتہ زندہ کیا جاتا ہے یعنی اس سے کشتہ پھر از سرنو اصلی دھات کی شکل میں لوٹ آتا ہے مثلاً چاندی کا کشتہ زندہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ کشتہ اپنی مخصوص خاکی شکل چھوڑ کر چمکیلی چاندی کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ماءالحیات کے دو نسخے بتائے جاتے ہیں...... شہد، گھی، سہاگہ سب ہم وزن لے کر کشتہ کے ساتھ جسے زندہ کرنا ہے چرخ دیں۔ (چرخ دینا۔ کسی دھات کو اس قدر حرارت پہنچانا کہ وہ اس حرارت پر پگھل جائے)'' (ناشر ادارہ الشفا گلبرگ اے فیصل آباد صفحہ ۸۱۱،۸۱۴)

☆ گلہری والی مثال میں الفاظ خود ظاہر کر رہے ہیں وہاں حضور نے بظاہر بالکل مرجانے کا لفظ استعمال کیا ہے نہ کہ حقیقی موت کا۔ علاوہ ازیں یہاں بھی حضور آج سے سو سال قبل کا ایک مشاہدہ بیان کر رہے ہیں اور کیا معترض اس بات سے ناآشنا

ہیں کہ آج بھی دیہاتوں میں زخموں وغیرہ پر گوبر لگایا جاتا ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ زخم اس سے بھر جائیں گے۔ علاوہ ازیں پودوں کی پیوند کاری میں بھی پیوند پر آج بھی گوبر لگایا جاتا ہے اور اسے ایک سائنسی عمل کی حیثیت حاصل ہے۔

☆ یہ عبارت کہ ''بعض جانور جیسے زنبور اور دوسرے حشرات الارض سردیوں میں مرجاتے ہیں اور زمین میں یا دیواروں کے سوراخوں میں چمٹے رہتے ہیں اور گرمی کا موسم آتا ہے تو پھر زندہ ہو جاتے ہیں'' شاید معترض کے لئے قابلِ اعتراض ہو مگر یہ بھی سائنسی حقیقت ہے۔ یہاں مرجانے سے مراد عارضی طور پر مرنے کی حالت میں رہنا ہے۔ جیسا کہ رات سونے کی دعا یہ ہے اللّٰھم باسمک اموت و احیی کہ اے اللہ تعالیٰ تیرے نام سے مرتا ہوں اور جیتا ہوں۔ آنحضرتؐ نے سوتے وقت یہ دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی کیونکہ نیند میں انسان ایک مرتبہ گویا مر ہی جاتا ہے اور جاگنے کے بعد پھر زندہ ہوتا ہے۔

وہ جاندار جن کا اندرونی درجہ حرارت، بیرونی درجۂ حرارت کے ساتھ ساتھ متغیر ہوتا ہے Poikilotherm کہلاتا ہے۔ Ectothorm وہ جاندار ہیں جو اپنی حرارت خود پیدا نہیں کرتے بلکہ ماحول سے حرارت حاصل کرتے ہیں۔ یہ جاندار سردی سے بچاؤ کے لئے جو مختلف طریقے استعمال کرتے ہیں جن میں سے ایک Cryogenesis اور Freez Tolerance کہلاتا ہے۔ ان میں ان جانداروں کی دل کی دھڑکن اور زندگی کا عمل مکمل طور پر رک جاتا ہے لیکن جب موسم بہتر ہوتا ہے تو یہ پھر زندگی کا عمل شروع کر دیتے ہیں۔

Hibernation سائنسی اصطلاح میں جانداروں کی Inactivity کا وہ عمل ہے جس میں اُن کا درجہ حرارت، سانس لینے کا عمل اور Metabolism اس قدر سُست ہوتا ہے کہ گویا وہ مر ہی جاتے ہیں اور موسم سازگار ہونے کے بعد دوبارہ ان کاموں میں تیزی آجاتی ہے۔ Hibernate کرنے کا عمل عموماً سردیوں میں ہوتا ہے۔ ان میں چمگادڑ، گلہریاں ریچھ وغیرہ شامل ہیں۔ Artificial Hibernation یا مصنوعی ہائبرنیشن بہت سی نئی تحقیقات کا موضوع بنا ہوا ہے۔ تحقیق ہو رہی ہے کہ نوع انسان کے Metabolism کو کسی طریقہ سے سُست کر دیا جائے تو بہت سے شدید زخمیوں کو مناسب طبی امداد ملنے تک زندہ رکھا جا سکتا ہے۔ (Wikipedia: Hibernation)

انسان کو Hibernate کرنے کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔ لاس اینجلیز، بوسٹن اور پٹس برگ میں میڈیکل ٹیمیں اس کام کا آغاز کر چکی ہیں۔ ہر ایک اس کوشش میں ہے کہ وہ سب سے پہلے یہ کارنامہ سر انجام دے۔ تفصیلی خبر کے لئے مندرجہ ذیل ویب سائٹ ملاحظہ کریں۔ www.timesonline.co.uk/tol/news/science/article1845294.ece

بحیثیت ڈاکٹر ہم نے کئی دفعہ یہ ملاحظہ کیا ہے کہ ایسے مریض لائے جاتے ہیں جن کا بلڈ پریشر گر چکا ہوتا ہے اور نبض رُک چکی اور دل کی دھڑکن بند ہو چکی ہوتی ہے اور وہ مردہ ہو چکا ہوتا ہے۔ ECG مشین دل کی کوئی حرکت ریکارڈ نہیں کرتی

تب بھی اگر کامیاب طریق پر Resuscitate کر دیا جائے تو خدا کے فضل سے زندگی لوٹ آتی ہے اور پھر وہ صحت یاب ہو کر گھر جاتے ہیں۔اس مقصد کے لیے میڈیکل پروفیشنلز کو Basic Life Support اور Advanced Cardiac Life Support کے کورسز کروائے جاتے ہیں۔

مندرجہ بالا عناوین پر سینکڑوں، ہزاروں صفحات لکھے جاسکتے ہیں۔ہم نے قارئین کی معلومات کی خاطر چند باتوں کا ذکر کر دیا ہے۔ہم گزارش کرتے ہیں کہ انٹرنیٹ پر خود جا کر ان موضوعات پر موجود مواد کو پڑھیں۔اگر آپ ایسا کریں گے تو علم کا ایک بہتا ہوا سمندر سامنے نظر آجائے گا اور ساتھ کے ساتھ حضرت صاحب کی سچائی بھی سامنے نظر آئے گی کہ اُس زمانہ میں کس طرح تصرفِ الٰہی سے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے یہ تحریریں آئیں اور آج ان کی صداقت پورے زمانے پر چمکتے ہوئے آفتاب کی طرح عیاں ہے۔

اس مضمون کے آخر میں مجھے صرف یہ بیان کرنا ہے کہ ''چشمۂ معرفت'' جس کے حوالے دیئے گئے ہیں اس کی وجہ تحریر کیا ہے؟ ہندوستان کی دشمن دین تحریک آریہ سماج نے دسمبر ۱۹۰۷ء میں لاہور میں ایک مذہبی جلسہ کیا۔منتظمین نے حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے متبعین کو خاص طور پر دعوت دی کہ وہ اس جلسہ میں شریک ہو کر دین حق کی برتری اور صداقت پر مشتمل مضمون حاضرین کو سُنائیں۔آریوں نے وعدہ کیا کہ کسی مذہب کے خلاف دلآزار رویہ اختیار نہیں کیا جائے گا۔متانت اور تہذیب سے صرف اپنے اپنے مذاہب کی خوبیاں بیان ہوں گی۔حضرت مسیح موعودؑ نے اس موقع کے لئے ایک مضمون تحریر فرمایا۔لیکن آریوں نے حسب عادت اپنی تقریروں میں (دین حق) پر انتہائی ناروا حملے کئے۔قرآن کریم کو نشانہ تضحیک بنایا اور سیّد المعصومین حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بے بنیاد اور ناپاک الزامات لگائے۔حضرت مسیح موعودؑ نے ''چشمہ معرفت'' میں آریوں کے انہی اعتراضات کا جواب اور بہتانات کا ردّ فرمایا ہے اور آریوں کو سمجھانے کے لئے قرآن کریم اور وید کی تعلیمات کا موازنہ الٰہی کتاب کی صفات اور زندہ مذہب کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے دین کی برتری ثابت فرمائی ہے اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان اور دین کی زندگی کے ثبوت میں علاوہ عقلی ونقلی دلائل کے اپنے وجود کو پیش فرمایا ہے۔پہلے حصے میں اعتراضات کا جواب ہے اور دوسرا حصہ حضور کے اس مضمون پر مشتمل ہے جو اس جلسہ میں پڑھ کر سنایا گیا۔یہ کتاب وید اور آریہ دھرم کے ردّ میں ایک بلند پایہ علمی تصنیف ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات اور ان کے اثرات کے متعلق جناب مرزا حیرت دہلوی ایڈیٹر اخبار ''کرزن گزٹ'' یکم جون ۱۹۰۸ء کے پرچہ میں لکھتے ہیں:

''مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں، وہ واقعی بہت ہی

تعریف کی مستحق ہیں۔اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ ایک محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ پر زبان کھول سکتا۔ جو بے نظیر کتابیں آریوں اور عیسائیوں کے مذاہب کے ردّ میں لکھی گئی ہیں اور جیسے دندان شکن جواب مخالفین اسلام کو دیئے گئے آج تک معقولیت سے ان کا جواب الجواب ہم نے تو نہیں دیکھا۔ سوائے اس کے کہ آریہ نہایت بدتہذیبی سے اسے یا پیشوایان اسلام یا اصول اسلام کو گالیاں دیں مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ سارے ہند میں اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں۔''

جناب مولانا ابو الکلام آزاد مدیر ''وکیل'' امرتسر چوٹی کے لکھنے والے، صاحب قلم اور انشاء پرداز ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر دشمنانِ دینِ حق کے مقابل پر آپ کی عظیم الشان خدمات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے۔ ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے تا کہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پامال بنائے رکھا، آئندہ بھی جاری رہے۔'' ''مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابل پر ان سے ظہور میں آیا، قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدرو عظمت آج جب کہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے، ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے اس لئے کہ وہ وقت ہرگز لوحِ قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہوسکتا جب کہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا اور مسلمان ....اسلام کے لئے کچھ نہ کرتے تھے یا نہ کر سکتے تھے۔''

''آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی خاص خدمت سرانجام دی ہے......ان کی آریہ سماج کے مقابلہ کی تحریروں سے اس دعویٰ پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے کہ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جاسکیں۔'' ''مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمان کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کا شعار قومی کا عنوان نظر آئے، قائم رہے گا۔''

(اخبار ''وکیل'' امرتسر بحوالہ بدر ۱۸ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۲، ۳)

دیکھ سکتا ہی نہیں مَیں ضعفِ دینِ مصطفٰے
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

☆☆☆☆☆☆☆

تربیت اولاد اور ہماری ذمہ داریاں

(مکرم ہارون الرشید فرخ صاحب مربی سلسلہ چہان ضلع راولپنڈی)

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:۔

ترجمہ: ''اے مومنو تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردیں اور جو کوئی ایسا کرے گا تو وہی لوگ گھاٹا پانے والے ہیں'' (المنافقون:۱۰)

اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کی غرض وغایت اپنی عبادت کرنا بیان فرمائی ہے جیسا کہ فرماتا ہے: ''میں نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے'' (الذاریات:۵۷) خدا تعالیٰ کی عبادت کے رستے میں جو چیزیں حائل ہو سکتی ہیں قرآن کریم نے وہ سب بیان کر کے ان سب سے بچنے کے طریق بھی بتا دیے ہیں۔ سورۃ المنافقون کی جو آیت بیان کی گئی ہے اس میں مال اور اولاد خدا تعالیٰ کی عبادت اور ذکر الٰہی کے رستے میں دو ممکنہ رکاوٹیں بیان کی گئی ہیں۔

تربیت کے لئے بچپن کا زمانہ سب سے بہترین وقت ہے یہ وہ دور ہوتا ہے جب کہ انسانی مزاج گیلی مٹی کی طرح ہوتا ہے جو شکل والدین چاہیں مزاج اور طبیعت کی بنا سکتے ہیں بڑی عمر کے بچوں یا بڑوں کی تربیت کے لئے طاقتیں اور صلاحیتیں بہت زیادہ خرچ کرنی پڑتی ہیں جبکہ بچپن میں کھیل کود اور باتوں باتوں میں ہی بچوں کی تربیت کی جا سکتی ہے اس مقصد کے حصول کے لئے آنحضرت ﷺ کے اُسوہ حسنہ سے ہمیں بہترین رہنمائی مل سکتی ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:۔

تم اپنی اولاد کو جب وہ سات سال کی ہو جائے نماز کا حکم دو اور اگر وہ دس سال کی ہونے پر بھی نماز میں سُستی کریں تو ان کو سزا دو اور اس عمر میں ان کے بستر بھی الگ الگ کر دیا کرو۔ (ابوداؤد کتاب الصلوۃ)

بچوں کی تربیت ہمیشہ گھروں سے ہی شروع ہوتی ہے۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بچوں کی تربیت کے لئے جو ارشاد فرمایا کہ سات سال کی عمر کا خیال رکھو کہ جب بچہ اس عمر کو پہنچے تو تم نے اُسے نماز کی تلقین کرنی ہے اور تین سال تک نرم رویہ اختیار کرنا ہے اور عموماً بچے پیار اور محبت سے کی گئی کوشش سے نماز کے عادی بن جاتے ہیں۔ اس بارہ میں انصار بھائیوں کو اپنی ذمہ داری نبھانی ہوگی وہ اپنے اپنے گھروں میں بچوں کو نماز کے لئے جگائیں اور نہایت پابندی کے ساتھ اس کام کو جاری رکھیں تاوقتیکہ بچے خود نماز کے لئے اُٹھنے لگ جائیں۔

آنحضورﷺ نے فرمایا ہے کہ:۔

''اور اگر تم اپنے بچے کی اچھی تربیت کرنا چاہتے ہو تو ان کی عزت کرو اور ان سے حسن سلوک سے پیش آؤ (ابن ماجہ) عزت کریں گے تو بچوں کو عزت کرنی آئے گی۔بچوں کو بات بات پر مارتے پیٹتے ہوئے ان کی رائے کو ہمیشہ بچگانہ رائے سمجھ کر رد کرتے ہوئے، ان سے گالی گلوچ کرتے ہوئے اس بات کی توقع رکھتے ہوں کہ بچے عزت کریں اور ہر بات مانیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بچوں کو گالیاں نہ دو کیونکہ گالیاں دینے پر فرشتے کہتے ہیں ایسا ہی ہو جاؤ اور ویسا ہی ہو جاتا ہے۔تو بچوں کو بُرا بھلا کہنے سے گریز کرنا چاہئے۔آنحضرت ﷺ کا اُسوہ اس ضمن میں ہمارے سامنے ہے۔حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ حضرت علیؓ کے بیٹے اور اپنے نواسے حضرت حسنؓ کو چوما تو پاس ہی بیٹھے ہوئے اقرع بن حابس نے کہا میرے دس بچے ہیں لیکن میں نے انہیں کبھی نہیں چوما۔آنحضرت ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ (بخاری کتاب الادب)

اُسامہؓ جو آنحضرتؐ کے منہ بولے بیٹے حضرت زیدؓ کے بیٹے تھے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے پکڑتے اور اپنی ران پر بٹھا لیتے اور حسنؓ کو اپنی دوسری ران پر بٹھا لیتے (بخاری کتاب الادب) تو آنحضرتؐ بچوں کی تربیت میں پیار کو ہمیشہ ملحوظ رکھتے اور یہ بات ہمارے آقا ہم میں دیکھنا چاہتے تھے۔زندگی کے تمام شعبوں میں بچوں کی تربیت کے متعلق آپؐ نے ہمیں بہترین راہنمائی عطا فرمائی ہے۔کھانے پینے، پہننے، سچ بولنے، حق تلفی نہ کرنے اور اعلیٰ اخلاق قائم کرنے وغیرہ امور میں ہمیں آنحضرت ﷺ کی ذات میں بہترین اُسوہ ملتا ہے۔

حضرت حفصؓ بیان کرتے ہیں کہ میں بچہ تھا اور آنحضرت ﷺ کی گود میں بیٹھا تھا مجلس لگی ہوئی تھی کھانا آیا تو میں بڑی تھالی میں اِدھر اُدھر ہاتھ مارنے لگا یعنی کبھی ایک طرف سے کھاتا اور کبھی دوسری طرف سے یہ دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے بچے! کھانا اس طرح نہیں کھاتے بلکہ بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھا''۔حفصؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں ہمیشہ ایسے ہی کھایا کرتا تھا۔(متفق علیہ)

آنحضرت ﷺ جب گلی میں سے گزرتے اور وہاں بچے کھیل رہے ہوتے حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ بچوں کو سلام کر کے گزرتے''۔چنانچہ یہ نیک عادت یعنی سلام کرنے کا رواج بچوں میں پیدا کرنے کے لئے انصار خود سلام کرتے ہوئے گزریں کہ یہ سُنت ہے۔آنحضرت ﷺ نے جھوٹ کو بڑے بڑے گناہوں میں شمار کیا ہے اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ بچوں سے بھی جھوٹ نہ بولا کرو۔ایک مرتبہ آنحضرتؐ ایک صحابیہؓ کے گھر تشریف لے گئے دریں اثناء اس نے

اپنے بچے کو آواز دی کہ اِدھر آؤ میں تم کو ایک چیز دوں گی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کیا تم نے واقعی اس کو کوئی چیز دینی تھی یا بلانے کے لئے جھوٹا لالچ دیا تھا۔ اُس صحابیہؓ نے عرض کی نہیں یا رسول اللہؐ بلکہ واقعی میں نے اسے فلاں چیز دینی تھی آپؐ نے فرمایا تب ٹھیک ہے لیکن اگر تم نے اُسے چیز نہ دینی ہوتی تو پھر یہ جھوٹ ہوتا"۔

ایک حدیث حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ حضرت حسنؓ جو ابھی بچہ تھے انہوں نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک اُٹھا کر اپنے مُنہ میں ڈال لی رسول اللہ ﷺ نے کہا تُھو تُھو اس کو نکال دو تم نہیں جانتے کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے (متفق علیہ) یعنی یہ مال صدقہ کا غریبوں کا حق ہے میں تمہیں اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دوں گا کہ تم کسی کا حق مارو آپؐ نے بچپن میں ہی اپنے نواسے کو یہ بات ذہن نشین کروادی کہ زندگی میں کبھی کسی کی حق تلفی نہ کرنا۔

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "جب آدمی مر جاتا ہے تو اُس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین عملوں کے انکا ثواب اسے مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔(۱) صدقہ جاریہ (۲) کوئی علم جو اس نے لوگوں کو سکھایا ہو اور لوگ اس سے فائدہ اُٹھاتے ہوں (۳) نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی رہے۔"

نیک اولاد کے حصول کے لئے اور زندگی میں ہمیشہ نیکی پر قائم رہنے کے لئے تربیت کے ساتھ ساتھ ہمیشہ دعاؤں کے ذریعے بھی خدا تعالیٰ سے مدد مانگتے رہنا چاہئے۔ والدین کی دعا اولاد کے حق میں بہت جلد قبول ہوتی ہیں۔ حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "تین دعائیں بلاشُبہ ضرور قبول ہوتی ہیں۔(۱) مظلوم کی (۲) مسافر کی (۳) والد کی دعا اپنی اولاد کے لئے"......ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ "والد کی دعا اولاد کے حق میں وہی مقام رکھتی ہے جو نبی کی دعا اپنی امت کے لئے"۔

قرآن کریم میں انبیاء و بزرگوں کی دعائیں جو انھوں نے اپنی اولاد کے لئے کیں مذکور ہیں ان دعاؤں کا ورد بھی کرنا چاہئے۔ نیک اولاد کے حصول کے لئے حضرت زکریاؑ کی دعا ہے۔ (آل عمران:۳۹) چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت ابراھیمؑ کی اولاد میں حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت یوسفؑ اور بے شمار بنی اسرائیلی انبیاء جن میں حضرت موسیٰؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت عیسیٰؑ وغیرہ شامل ہیں پیدا ہوئے۔ بلکہ افضل الرسل اور سب نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بھی حضرت ابراھیمؑ کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے تھے اور حضرت نبی کریم ﷺ کے لئے تو حضرت ابراھیمؑ نے خاص طور پر دعا کی تھی جو قرآن کریم میں یوں مذکور ہے:۔

ترجمہ: اے ہمارے رب انھیں میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو ان پر تیری آیات تلاوت کرے اور انھیں کتاب

اور حکمت سکھائے اور ان کو پاک کرے یقیناً تو غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ (البقرہ:۱۳۰)

ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں ''میں اپنے باپ ابراھیم کی دعا کا نتیجہ ہوں''۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ''میری کوئی نماز ایسی نہیں جس میں اپنی اولاد اور اپنے دوستوں کے لئے دعا نہیں کرتا''۔ اشعار کی صورت میں جو دعائیں آپؑ نے اپنی اولاد کے لئے کی ہیں وہ درثمین میں مذکور ہیں:۔ مثلاً

کر ان کو نیک قسمت دے ان کو دین و دولت ۔ کر ان کی خود حفاظت ہو ان پہ تیری رحمت
دے رُشد اور ہدایت اور عمر اور عزت ۔ یہ روز کر مبارک سُبحٰن مَن یَّرانی
اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں ۔ حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

''حضرت داؤدؑ کا ایک قول ہے کہ میں بچہ تھا، جوان ہوا، اب بوڑھا ہوگیا۔ میں نے متقی کو کبھی ایسی حالت میں نہیں دیکھا کہ اسے رزق کی مار ہو اور نہ اس کی اولاد کو ٹکڑے مانگتے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ تو کئی پشت تک رعایت رکھتا ہے۔ پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کے لئے سعی اور دعا کرو جس قدر کوشش تم ان کے لئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو''۔

(ملفوظات جلد۴ ص۴۴۴)

نصاب سہ ماہی دوم (اپریل تا جون ۲۰۱۰ء)

قرآن کریم ۔ پارہ: 9 ۔ نصف آخر

''نورالقرآن نمبر 1'' (از حضرت مسیح موعودؑ، روحانی خزائن، جلد نمبر 9)

''فضائل القرآن نمبر 3'' (از حضرت مصلح موعود، انوار العلوم جلد نمبر 11)

(مرسلہ: قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان)

مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب کا ذکر خیر

﴿حنیف احمد محمود صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ﴾

بزرگوارم مولانا صاحب سے خاکسار کا تعلق بچپن سے ہے جب میری والدہ محترمہ محترم مولانا کی اہلیہ محترمہ سے (جو رشتہ میں کزن تھیں) ملنے آپ کے گھر جایا کرتی تھیں اور مجھے بھی اپنے ساتھ لے جاتیں۔ محترم مولانا صاحب مرحوم نے انجمن کے چھوٹے سے گھر میں ایک بہت بڑی لائبریری بنا رکھی تھی اور ایک کونہ میں کرسی میز لگا کر بیٹھے مطالعہ میں مصروف رہتے میں نے ہر موقع پر اس بزرگ ہستی سے رہنمائی لی۔ اللہ تعالیٰ سے عشق کی حد تک پیار تھا۔ چند سال قبل تک جب آپ سائیکل چلا پھر سکتے تھے۔ سائیکل سے گرنے کے بعد جب آپ صحت یاب ہوئے تو تب بھی آہستہ آہستہ بیت میں آکر نماز ادا کرتے رہے۔ بیت مبارک میں تو ایک عرصہ تک امامت کے بھی فرائض ادا کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ سے عشق کے بعد آپ کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے کمال درجہ کی محبت رکھنے والا پایا۔ جب بھی حضرت محمد ﷺ کا نام آتا فوراً درود پڑھتے اور اکثر آپ کی آنکھیں فرط محبت سے آنسوؤں سے تر ہوتیں۔ خلافت سے حد درجہ تک پیار تھا۔ اس سلسلہ میں غیرت بھی رکھتے تھے۔ کبھی کسی سے خلافت یا نظام سلسلہ کے متعلق منفی بات برداشت نہ کرتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح سے اس حد پیار تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات کے صدمہ سے بیمار ہوگئے۔ آپ کو اس بیماری سے نکلنے کے لئے نظام جماعت نے اسلام آباد بھجوایا کہ ذرا آب وہوا تبدیل ہوگی تو شاید طبیعت سنبھل جائے۔ میں چونکہ ان دنوں اسلام آباد میں مربی تھا اس لئے آپ کی دیکھ بھال کیلئے میری ڈیوٹی لگی گو آپ نے وہاں چند دن ہی قیام فرمایا مگر مجھے اس وقت مرحوم کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ بار بار ربوہ واپس جانے کا اظہار کرتے اور فرماتے کہ فارغ رہ کر میں زیادہ بیمار رہنے لگا ہوں۔ جب خاکسار کو ربوہ میں خدمات سونپی گئیں تو بیت اقصیٰ کا انتظام وانصرام میرے سپرد تھا تو جمعہ پر تشریف لاتے۔ بسا اوقات وہ اچکن زیب تن کی ہوتی جو خلفاء نے آپ کو عطا فرمائیں تو بہت ہی پیار سے اس کا ذکر فرماتے۔ حضرت صاحب کی طرف سے جو بھی حکم آتا فوراً اس کی تعمیل کرتے۔ بہت صاف گو تھے۔ میں نے بارہا دیکھا کہ میں اگر آپ کے پاس ملاقات کے لئے حاضر ہوا ہوں تو سلام دعا کے بعد کہہ دیتے کہ آج معذرت مجھے خلیفۃ المسیح کو کچھ حوالے ارسال کرنے ہیں ان کی تلاش میں مصروف ہوں۔ آپ کی طبیعت میں لطیف مزاح تھا۔ میرے مختلف اسٹیشن پر قیام کے دوران آپ کو تقاریر کرنے اور خطبات دینے کا موقع ملا۔ باوجود اس کے کہ علم کے بحر بے کراں تھے مگر ہر خطاب کی پوری تیاری فرماتے۔ اس وقت فوٹو کاپی کا اتنا رواج تو تھا نہیں۔ اپنے ہاتھ سے حوالے کے حوالے نوٹ فرماتے۔ آپ کے ساتھ سفر میں انسان بور نہ ہوتا۔ کوئی نہ کوئی مزاحیہ لطیفے سنا کر ماحول کو خوشگوار رکھتے۔ کھانا ہمیشہ خطبہ یا خطاب کے بعد کھاتے اور فرمایا کرتے کہ مرغ بھوکا اچھا لڑتا ہے۔

آپ ہر خط کا جواب ضرور دیتے۔ اگر آپ کو کوئی حوالہ یا تراشہ بھجوایا جاتا تو نہ صرف رسیدگی سے مطلع فرماتے بلکہ اکثر لکھا کرتے کہ میں اس سے ضرور فائدہ اٹھاؤں گا ایک دفعہ تحریر فرمایا کہ ”پہلے رسالہ کا ایک حصہ تو الفضل انٹرنیشنل کے لئے آج سے زیر قلم بھی ہے“ خاکسار نے لاہور اپنے قیام کے دوران آنمحترم کو لاہور سے چھپنے والے رسائل بھجوانے کا سلسلہ شروع کیا تو آپ کی خوشی دیدنی تھی۔ نہ صرف رسیدگی سے مطلع فرماتے بلکہ اس کے حاصل مطالعہ سے خاکسار کی بھی علمی پیاس بجھایا کرتے۔ آپ اپنے تحریر کردہ خطوط میں ایک تو تاریخ ضرور ڈالتے اور اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود خط خوشخط لکھتے۔ آپ کی تحریر پڑھ کر یہ کبھی احساس نہ ہوتا کہ جلدی میں لکھی ہوئی تحریر ہے بلکہ بسا اوقات حاشیہ آرائی بھی فرماتے۔ تیسرے یہ کہ یہ مصرعہ آپ کے خط کی زینت ہوتا۔ شکریہ کے بعد لکھتے۔

ع تیرے اس لطف کی اللہ ہی جزاء دے ساقی

اور خط کے آخر میں آپ کی دعائیہ تحریر یہ ہوتی۔ ع ہر گام پر فرشتوں کا لشکر ہو ساتھ ساتھ

2005ء میں میں جب ربوہ آ گیا تو پھر میری طرف سے کوئی تراشے یا حوالے یا مضمون بھجوانے پر خط تو نہ لکھتے تاہم آپ کا پیغام دفتر کے کوئی کارکن بذریعہ فون سنوادیتے۔ خاکسار نے اپنے مضامین یا کتب میں محترم مولانا مرحوم سے بہت راہنمائی لی ہے۔ آپ نے گوناگوں مصروفیات کے باوجود میری چار کتب لفظاً لفظاً پڑھیں اور میری راہنمائی فرمائی اور جگہ جگہ تصحیح بھی فرمائی۔ آپ میرے جامعہ احمدیہ کے مقالہ ”سرایا“ کے ممتحن بھی تھے۔ ایسے وقت میں بھی آپ نے حوصلہ بڑھایا۔ خود بھی دسیوں کتب کے مصنف تھے۔ اپنے دستخط سے دعائیہ کلمات کے ساتھ کتب تحفۃً بھجواتے۔ آپ اپنی کتاب فروخت نہ کیا کرتے بلکہ تحفۃً دے دیتے۔ ایک دفعہ مجھے دفتر بلوایا اور کہا کہ اہل علم اور مربیان کرام کی ایک فہرست بنا لائیں۔ میں جب حاضر ہوا تو فہرست مانگی اور اتنی ہی تعداد میں کتب گن کر مجھے دے دیں کہ یہ کسی طریقے سے ان تک پہنچا دیں۔

آپ کا دفتر لائبریری سے ملحقہ تھا۔ آپ کو کسی کتاب کی کوئی کمی محسوس نہ ہوتی تھی لیکن اس کے باوجود آپ نے اپنے گھر میں ایک الگ لائبریری بنا رکھی تھی۔ آپ کو جب بڑا کوارٹر ملا تو اس میں آپ نے اپنا کتب خانہ بنوایا اور دفتر بھی۔ دو سال کی بات ہے۔ ایک دن کہنے لگے کہ کسی وقت میرے غریب خانہ میں تو آئیں۔ خاکسار نے اسے اپنے لئے سعادت سمجھا اور ایک دن کے وقفہ کے ساتھ میں آپ کے گھر پہنچ گیا۔ سیدھے اپنے کتب خانہ میں لے گئے۔ اپنی لائبریری کا تعارف کروایا پھر چائے پلائی۔ آپ کو کتاب خرید کرنے کا بڑا شوق تھا۔ بڑے بڑے بک سٹورز پر کتب دیکھنے کے علاوہ فٹ پاتھ پر بھی نادر کتب کو ڈھونڈا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ ایسی جگہوں سے ایک تو سستی کتب مل جاتی ہیں اور دوسرا اصل ایڈیشن ہوتا ہے اور حوالے موجود ہوتے ہیں۔ ایک دو دفعہ مجھے بھی لاہور قیام کے دوران آپ کے ساتھ کتب خریدنے کا موقع ملا۔ کتاب پکڑتے

ہی سب سے پہلے سن اشاعت اورایڈیشن دیکھا کرتے اور حوالے اس قدر ازبر تھے کہ کھڑے کھڑے کہہ دیتے کہ اس میں یہ حوالہ نہیں ہے یا ترمیم شدہ ہے۔مربیان سے حد درجہ پیار کرتے اور عزت کی نگاہ سے دیکھا کرتے۔مربیان کے کام کو سراہتے۔ ان کے حوصلے بلند کرتے۔اور مربی کیلئے ''مجاہد'' کا لفظ استعمال فرماتے اور قرآنی آیات، احادیث میں بیان دعاؤں اور حضرت مسیح موعودؑ کی بیان فرمودہ منتخب دعاؤں سے مربیان کو دعا دیا کرتے۔

بعض ایسی جگہوں کا نام اکثر لیا کرتے جو تاریخی حیثیت اختیار کر گئیں۔جیسے اسلام آباد کا نام۔ جہاں آپ کو 1974ء میں قومی اسمبلی میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی معاونت کی سعادت نصیب ہوئی۔ایک دفعہ مجھے اپنے خط محررہ 16 مئی 2001ء میں لکھا۔''ستمبر 1974ء کے فیصلہ کے معاً بعد عاجز کو اسلام آباد کی ایک اومنی بس میں سفر کے دوران یکا یک ڈرائیور کی سیٹ کے سامنے توجہ سے دیکھنے کا خیال پیدا ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ یہ شعر آویزاں ہے اور غیب سے ہر سرکاری مسلمان کو دعوت فکر دے رہا ہے۔

؎ جنہیں حقیر سمجھ کے بجھا دیا تو نے
وہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہو گی

آپ نے 1974ء کی قومی اسمبلی کی کارروائی MTA کے لئے ریکارڈ بھی کروائی۔جس نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دکھایا اور اس تاریخی ریکارڈنگ نے کل عالم دنیا میں احمدیت کی صداقت کے جھنڈے گاڑ دیئے۔

وقت کی بہت قدر کرتے اور دفتر میں بھی وقت کی قدر پر مشتمل چھوٹے چھوٹے اقتباسات خوشخط لکھوا کر لٹکا رکھے تھے۔ایسی تحریرات شوق سے لٹریچر، اپنی تقاریر اور تحریرات میں بیان فرماتے جو ابھی تک لٹریچر کا حصہ نہ بن پائیں میں نے اپنی کتاب سیرت حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب پر ریویو لکھنے کی درخواست کی تو خوشی کے ساتھ اس کو قبول کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ تو میرے لئے ایک سعادت ہو گی کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ایک رفیق کا ریویو لکھوں۔ پھر مجھے بتلایا کہ حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب کے بارے میں میرے پاس ایسا اقتباس موجود ہے جو ابھی ہمارے لٹریچر کا حصہ نہیں بنا۔آپ نے جب اس پر ریویو لکھا تو اتنا طویل کہ 5x8 پر کمپوز کر کے 20 صفحات بنے۔جس کے آغاز پر آپ نے اس شعر کو زینت بنایا۔

؎ مرنے کے بعد ہم کو زمین میں نہ کر تلاش
ہم عارفوں کے سینے میں رکھتے ہیں بودوباش

آج اس تحریر کے بعد جب مولانا خود ہمارے اندر موجود نہیں تو یوں لگتا ہے کہ یہ شعر محترم مولانا کی اپنی ذات کی عکاسی کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ آمین

غزل ☆ غزل

کچھ تو دنیا بھی آنی جانی لگی
کچھ گلی یار کی سہانی لگی

ان کی ہر بات کا یقیں آیا
ان کی ہر بات آسمانی لگی

ان کا غصہ ہے پیار سے بڑھ کر
ان کی سختی بھی مہربانی لگی

ان سے مل کر بدل گئی ہر چیز
عمر فانی بھی جاودانی لگی

اک قیامت گزر گئی دل پہ
سننے والوں کو اک کہانی لگی

سر جھکا کر جو غور سے دیکھا
ہر نئی آرزو پرانی لگی

تیرے غم کے بغیر مظفر کو
کتنی بے کار زندگانی لگی

(مظفر عارفی)

میری ہر آہ میں دہائی میں
قید ہی قید تھی رہائی میں

جس قدر تھے حجاب ، اُٹھنے لگے
ایک لمحے کی آشنائی میں

یار سے ہمکلام رہتا ہوں
وصل میں اور کبھی جدائی میں

میرا دامن تھا تار تار بہت
میں نہاں ہو گیا خدائی میں

قید میں جی لئے خوشی سے ہم
دم نکل جائے گا رہائی میں

میں وہ لمحے تلاش کرتا ہوں
کھو دیئے جو تیری جدائی میں

ہو عطا شرف آگہی مجھ کو
میرے نالوں کی بے نوائی میں

ان کی محفل بہار کی سی ہے
پھول جھڑتے ہیں لب کشائی میں

غیر کا تھا نہ کچھ قصور اس میں
یہ لڑائی تھی بھائی بھائی میں

(مرزا محمد افضل کینیڈا)

اخبار مجالس

﴿قیادت عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان﴾

تربیتی اجتماعات

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ: 4/اپریل کو ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کا ضلعی اجتماع چک 297 ج ب میں منعقد ہوا اجتماع کی حاضری 280 رہی علمی اور ورزشی مقابلہ جات بھی کروائے گئے ۔مرکز سے مکرم مغفور احمد منیب نائب ناظر اصلاح وارشاد مقامی مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب نائب قائد اصلاح وارشاد اور مکرم چوہدری عطاء الرحمن صاحب قائد عمومی اس پروگرام میں شامل ہوئے ۔

ضلع لاہور: نظامت ضلع لاہور نے اپنا سالانہ اجتماع 25/اپریل 2010ء کو دارالذکر لاہور میں منعقد کیا۔مکرم شیخ منیر احمد صاحب امیر جماعت ضلع لاہور کے علاوہ مرکز سے مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان ،مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب نائب صدر اور مکرم ڈاکٹر مسعود الحسن صاحب نوری نے شرکت فرمائی ۔حاضری 470 رہی ۔اس اجتماع میں علاقہ لاہور کے دیگر اضلاع کے ناظمین اور سپورٹس ریلی میں انعامات حاصل کرنے والے انصار بھی شامل تھے۔اس موقع پر صدر مجلس کے ساتھ مجلس سوال وجواب بھی منعقد ہوئی ۔کھانے کے بعد عہدیداران کے ساتھ میٹنگ میں ان کا تعارف کروایا گیا۔اختتامی پروگرام میں محترم صدر مجلس نے انصار کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

تحصیل سیالکوٹ: 18/اپریل کو سیالکوٹ شہر میں تحصیل سیالکوٹ کی 15 مجالس کا سالانہ تربیتی اجتماع منعقد ہوا جس میں حاضری 130 رہی ۔مرکز سے مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب قائد تربیت نومبائعین نے شرکت کی ۔

تحصیل سمبڑیال وڈسکہ: مجلس انصاراللہ تحصیل سمبڑیال وڈسکہ ضلع سیالکوٹ کا سالانہ اجتماع مورخہ 25/اپریل کو منعقد ہوا جس میں 27 مجالس کے 175 انصار شریک ہوئے ۔

راولپنڈی صدر: تربیتی اجتماع 23/مارچ 2010ء کو ایوان توحید راولپنڈی میں زیر صدارت مکرم احمد لطیف فیضی صاحب ناظم انصاراللہ علاقہ راولپنڈی منعقد ہوا۔حضور انور کے خطبات کی سلائیڈز دکھائی گئیں ۔تقسیم انعامات بھی ہوئی ۔حاضری انصار 75 خدام 18 اطفال 10 رہی ۔

علاقہ بہاولپور: عہدیداران اصلاح وارشاد انصاراللہ علاقہ بہاولپور کی تربیتی ورکشاپ مورخہ 4/اپریل کو منعقد ہوئی۔

حاضری 109 رہی۔ مکرم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب اور مکرم عبد القدیر قمر صاحب نے خطاب کیا۔

جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ

☆ مجلس انصار اللہ چک 345 ج۔ب تادر آباد ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ نے 15/ مارچ 2010ء کو جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا۔ جس میں 42 مہمانوں نے شرکت کی اور بہت اچھا اور نیک اثر لیا۔

☆ مجالس انصار اللہ چک نمبر 93/12.L اور 90/12L نے مشترکہ طور پر 6/ مارچ 2010ء کو جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا۔ حاضری 10 رہی 35 مہمان دوست شامل ہوئے۔

یوم مسیح موعودؑ

1- مجلس انصار اللہ ربوہ نے 14/ اپریل کو یوم مسیح موعودؑ منعقد کیا۔ مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب چشمہ معرفت پر ہونے والے اعتراضات کے حوالے سے خطاب کیا۔ 230 انصار نے شرکت کی۔

2- مجلس انصار اللہ ساہیوال شہر نے 21/ مارچ کو جلسہ یوم مسیح موعودؑ کا انعقاد کیا جس میں 29 انصار شامل ہوئے۔

3- ضلع ملتان کی تمام مجالس میں 23/ مارچ کو جلسہ یوم مسیح موعود منایا گیا۔

ریفریشر کورسز

ضلع ڈیرہ غازی خان: 2/ اپریل کو عہدیداران انصار اللہ ضلع ڈیرہ غازی خان کا ریفریشر کورس ہوا۔ جس میں 22 عہدیداران شامل ہوئے۔ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان نے ہدایات دیں۔

ضلع مظفر گڑھ: 3/ اپریل کو عہدیداران انصار اللہ ضلع مظفر گڑھ کے ریفریشر کورس میں 16 عہدیداران شامل ہوئے۔ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے عہدیداران کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

ضلع منڈی بہاؤالدین: 23/ اپریل کو ضلع منڈی بہاؤالدین کے ریفریشر کورس میں صدر مجلس مکرم حافظ مظفر احمد صاحب، مکرم عبدالسمیع خان قائد تعلیم القرآن اور مکرم خواجہ مظفر احمد نائب قائد عمومی شامل ہوئے۔ حاضری 104 رہی۔

ضلع نارووال: مورخہ 18/ اپریل 2010ء مکرم چوہدری محمد طفیل صاحب ناظم انصار اللہ ضلع نارووال کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اراکین عاملہ وزعمائے مجالس کی حاضری 28 تھی۔

ضلع حیدر آباد: 28/ فروری کو ضلع حیدر آباد کے عہدیداران انصار اللہ کا ریفریشر کورس مکرم مرزا امتیاز احمد صاحب ناظم ضلع حیدر آباد کی صدارت میں منعقد ہوا۔ شرکاء کی تعداد 42 تھی۔ مکرم ماسٹر منصور احمد صاحب امیر ضلع حیدر آباد نے بھی انصار کو ان

کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

زعامت علیا ربوہ: 17/اپریل 2010ء بیت الرضا ناصر آباد غربی میں مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب زعیم اعلیٰ کی زیر صدارت مجالس عاملہ ناصر بلاک کا ریفریشر کورس ہوا۔ 60 عہدیداران نے شمولیت کی۔

وقارِ عمل 1- زعامت علیاء دارالنور فیصل آباد نے 5/فروری 2010ء کو محمدی پارک گلستان کالونی میں ایک گھنٹہ اجتماعی وقارِ عمل کر کے پارک سے کوڑا کرکٹ، لفافے اور اینٹیں وغیرہ اُٹھا کر صفائی کی۔

2- زعامت علیاء دارالحمد فیصل آباد نے 14/مارچ 2010ء کو دکن پارک سمن آباد میں اجتماعی وقارِ عمل کر کے پارک سے کاغذ، اینٹ اور روڑے اُٹھا کر صفائی کی گئی جس میں 40 انصار اور 2 خدام نے حصہ لیا۔

3- مجلس انصاراللہ ربوہ کے زیر اہتمام 9/اپریل کو قبرستان عام میں دو گھنٹے اجتماعی وقارِ عمل کیا گیا۔ پہاڑی کیکر اور جھاڑیوں کی صفائی کی گئی اور قبروں پر مٹی ڈال کر انہیں درست کیا گیا۔ 300 انصار نے حصہ لیا۔

میڈیکل کیمپس: ☆ قیادت ایثار انصاراللہ پاکستان کے تحت 9/مارچ کو چک نمبر 30 ضلع ساہیوال میں میڈیکل کیمپ لگایا گیا جس میں 200 مریضوں اور 16/اپریل کو سجان شاہ ضلع اوکاڑہ میں میڈیکل کیمپ لگایا گیا وہاں میں 200 مریضوں کو ادویات دی گئیں اور مورخہ 23/اپریل کو کوٹلی ضلع گجرات میں میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا جس میں 700 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

☆ زعامت علیاء دارالحمد فیصل آباد نے 19/مارچ کو مظفر کالونی میں مکرم محمد حنیف ڈوگر صاحب کے ڈیرہ پر میڈیکل کیمپ لگایا اور 92 مریضوں کو ادویات دی۔ مکرم ڈاکٹر جلال الدین اکبر نے مریضوں کا معائنہ کیا۔

ورزشی مقابلہ جات: زعامت علیاء دارالحمد فیصل آباد نے 14/مارچ 2010ء کو ورزشی مقابلہ جات منعقد کئے ان مقابلوں میں دوڑ صف دوم، دوڑ صف اوّل، کلائی پکڑنا صف اول و دوم، تیر چلانا صف اول و دوم شامل تھے۔ مکرم عظمت شہزاد صاحب ناظم علاقہ فیصل آباد بطور مہمان خصوصی شامل ہوئے۔

☆ مورخہ 26/مارچ کو ضلع حافظ آباد کے انصار کی سائیکل ریس اور رسہ کشی و کلائی پکڑنے کے ورزشی مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ اس پروگرام میں 12 مجالس کے 45 انصار اور ضلعی عاملہ کے 10 اراکین اس کے علاوہ شامل تھے۔

☆ مجلس انصاراللہ ضلع ساہیوال کے زیر اہتمام 11/اپریل کو اجتماعی سیر کا پروگرام منعقد ہوا۔ 28 انصار نے شامل ہوئے۔

☆ زعامت علیا ملتان غربی نے 21/مارچ کو کمپنی باغ ملتان میں صبح کی سیر کا انتظام کیا۔ 25 انصار شامل ہوئے۔

پکنک:☆ زعامت علیاء انصار اللہ پشاور روڈ راولپنڈی کے 34 انصار نے 23/مارچ کو اپنی سالانہ پکنک بمقام ڈھوک نالیاں ڈیم ضلع چکوال منائی۔ یوم مسیح موعودؑ کے حوالے سے ایک تقریر اور حفظان صحت پر ایک طبی لیکچر ہوا۔

☆ زعامت علیاء دارالنور فیصل آباد نے مورخہ ۱۴/مارچ کو باغ جناح فیصل آباد میں ایک پکنک کا انتظام کیا حاضری 24 رہی۔

الوداعی تقریب : مورخہ 9/اپریل 2010ء کو چک نمبر 166 مراد ضلع بہاولنگر میں مکرم نذیر احمد خادم صاحب سابق نائب امیر ضلع و ناظم انصار اللہ ضلع بہاولنگر کے مستقل ربوہ سکونت اختیار کر لینے کے بعد ان کے اعزاز میں الوداعی تقریب زیر صدارت مکرم شیخ کریم الدین امیر ضلع بہاولنگر منعقد ہوئی۔ اس موقع پر مکرم امیر ضلع، مربی ضلع اور ناظم انصار اللہ ضلع نے مکرم نذیر احمد خادم صاحب کی خدمات کا تذکرہ کیا جواباً مکرم خادم صاحب نے شکریہ ادا کیا۔ اس تقریب میں ضلع بھر کے صدران، ضلعی عاملہ، زعماء انصار اللہ، مربیان و معلمین نے شرکت کی کل تعداد 75 تھی۔

قرارداد تعزیت : مجلس عاملہ نظامت علیا دارالنور فیصل آباد نے مورخہ کیم اپریل 2010ء کو فیصل آباد میں راہ مولیٰ میں قربان ہونے والے تین جاں نثاروں مکرم شیخ اشرف پرویز صاحب، مکرم شیخ مسعود جاوید صاحب اور مکرم شیخ آصف مسعود صاحب کی وفات پر اپنے دلی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے مرحومین کی بلندی درجات اور لواحقین کو صبر جمیل ملنے کے لئے دعا کی ہے۔ ادارہ ماہنامہ انصار اللہ مرحومین کے جملہ لواحقین سے اظہار تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان قربانیوں کے شاندار پھل عطا کرے۔ آمین

وضاحت ماہنامہ انصار اللہ ماہ اپریل 2010ء میں سالانہ سپورٹس ریلی 2010ء کے انعامات کی فہرست میں درج ذیل ناموں کی درستگی کر لی جائے **مقابلہ بیڈمنٹن سنگل صف دوم میں**:۔ اول: مکرم رانا خالد محمود کی بجائے مکرم محمود احمد خاں صاحب **مقابلہ بیڈمنٹن ڈبل صف دوم** میں اول مکرم رانا محمود احمد کی بجائے مکرم محمود احمد خان **دوم ٹیم**: مکرم رانا خالد احمد کی بجائے مکرم رانا خالد محمود اور قریشی عبدالحکیم کی بجائے مکرم قریشی عبدالحلیم سحر درست نام ہے **مقابلہ پیدل چلنا صف اول**: میں اول مکرم لیاقت علی زاہد فیصل آباد اور دوم: مکرم مبشر احمد اٹھوال فیصل آباد ہیں۔ جبکہ **حوصلہ افزائی کا انعام**: مکرم عبدالواحد درویش علاقہ گوجرانوالہ اور مکرم حمید اللہ باجوہ علاقہ ملتان کے لئے ہے۔ (منتظم مقابلہ جات سپورٹس ریلی)

نوٹ:۔ ٹائٹل پر تصاویر مورخہ 28/مارچ 2010ء بر موقع مجلس مشاورت پاکستان کی ہیں۔ محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ نے اعزاز پانے والوں میں انعامات تقسیم فرمائے۔

حسن کارکردگی امتحان "حقیقۃ الوحی"

فائنل پرچہ میں نمایاں پوزیشنز حاصل کرنے والے اراکین مجلس انصاراللہ پاکستان

نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب **"حقیقۃ الوحی"** کا جو فائنل پرچہ ماہ جنوری 2010ء میں لیا گیا، اُس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے **876 مجالس** کے **15,500 انصار** نے شرکت کی۔ اس طرح سے **88 فیصد مجالس** کے **61 فیصد انصار** کی شمولیت رہی۔ درج ذیل انصار نے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عرفان میں مزید ترقی عطا فرمائے۔ آمین

نمبروں کے لحاظ سے پوزیشن۔ (پرچے کے کل 100 نمبر تھے)

اوّل: 99 نمبر حاصل کرنے والے انصار:

مکرم منور احمد تنویر دارالصدر شرقی طاہر۔ ربوہ مکرم بشارت احمد طاہر کھاریاں شہر۔ ضلع گجرات
مکرم احسان الحق قمر والٹن، ڈیفنس۔ لاہور مکرم منصور احمد لکھنوی گلشن اقبال شرقی۔ کراچی

دوم: 98 نمبر حاصل کرنے والے انصار:

ربوہ	مکرم ریاض محمود باجوہ	مکرم ڈاکٹر ناصر احمد	مکرم مجیب احمد قاسم	مکرم عبدالرحمٰن عاجز
اسلام آباد	مکرم کرنل بشارت احمد منگلی	مکرم شریف احمد	**بھکر**	مکرم ملک محمود احمد اعوان
بہاولنگر	مکرم ناصر محمود ہرا	مکرم ڈاکٹر محمد سلیم	**خوشاب**	مکرم رانا بشارت احمد
راولپنڈی	مکرم توقیر احمد ملک	**سرگودھا**	مکرم چوہدری نصیر احمد وڑائچ	
لاہور	مکرم سردار علی	مکرم رحمت علی ظہور	مکرم محمد الیاس بنگاپوری	
کراچی	مکرم عبداللہ کاہلوں			

سوم: 97 نمبر حاصل کرنے والے انصار:

ربوہ	مکرم عبدالمالک	مکرم ڈاکٹر راجہ نصیر احمد انصار	مکرم عبدالغفار خان	مکرم محمد عزیز الرحمٰن ۔ مکرم محمد اشرف زیدی
اسلام آباد	مکرم طارق احمد اعوان	**بہاولپور**	مکرم مختار احمد	
پشاور	مکرم مبارک احمد اعوان	**سیالکوٹ**	مکرم جلال الدین شاد	
قصور	مکرم نعمت اللہ جاوید	**گجرات**	مکرم خلیل احمد	مکرم ڈاکٹر منیر حسین چوہدری
گوجرانوالہ	مکرم منور احمد فضل	مکرم ڈاکٹر محمد اکرم	**لاہور**	مکرم نور الٰہی بشیر
	مکرم نعمت اللہ قریشی	مکرم رانا شکور احمد	**ملتان**	مکرم محمد لطیف ملک

چہارم: 96 نمبر حاصل کرنے والے انصار:

ربوہ	مکرم عبدالوہاب احمد شاہد	مکرم جاوید احمد کاہلوں	مکرم شیخ شبیر احمد انور	مکرم سید خالد منظور
مکرم محمد سلیم	مکرم میجر (ر) سعید احمد	مکرم چوہدری نسیم احمد کاشمیری	**بہاولنگر**	مکرم خالد محمود باجوہ
اسلام آباد	مکرم ایم اے لطیف شاہد	مکرم ظہیر احمد فاروق	**چکوال**	مکرم مرزا وسیم احمد
راولپنڈی	مکرم لئیق احمد سنوری	مکرم بشیر الدین	**سرگودھا**	مکرم ڈاکٹر رشید احمد آفتاب
سیالکوٹ	مکرم ماسٹر عبدالرحمٰن	**فیصل آباد**	مکرم ڈاکٹر بشیر حسین تنویر	مکرم ذیشان احمد صدیقی
کراچی	مکرم صوفی محمد اکرم	مکرم مجیب احمد ناصر	مکرم مسعود احمد طاہر	
گجرات	مکرم محمد فاروق	مکرم چوہدری مقصود احمد	مکرم نذیر احمد	مکرم شریف احمد اشرف
	مکرم مبشر احمد چوہان	**لاہور**	مکرم چوہدری محمد لطیف انور	مکرم ندیم احمد
	مکرم چوہدری نثار احمد	مکرم محمد ارشاد	**وہاڑی**	مکرم شیخ جلیل احمد
ملتان	مکرم فضل الرحمٰن ملک	مکرم چوہدری عبدالمجید		

قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان

مقابلہ بین علاقہ جات
انصاراللہ پاکستان 2009ء

اوّل علاقہ فیصل آباد

(فیصل آباد، جھنگ، ٹوبہ ٹیک سنگھ)

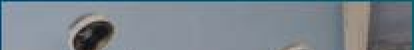

دوم علاقہ لاہور

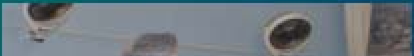

سوم علاقہ گوجرانوالہ

اوّل علاقہ فیصل آباد کے اراکین محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ کے ہمراہ

Monthly ANSARULLAH June 2010
Regd. # CPL-8/MDFD
EDITOR:Mu hmood Tahir
Ph: (047)-6212982Fax: (047)-6214631(C.Nagar 35460) E-mail:ansarullahpakistan@gmail.com

مقابلہ مقالہ نویسی مابین انصار اللہ، خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ پاکستان 09-2008ء

اوّل ناصر عبدالرشید منگلا صاحب

اوّل خادم احسان اللہ قمر صاحب

اوّل طفل مرید احمد قمر صاحب

مقابلہ مقالہ نویسی میں اعزاز پانے والے محترم ناظر صاحب اعلیٰ کے ہمراہ